رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اخبار الحکم قادیان

ہفتہ وار

دورِ جدید

چہ گویم با نوائے جہاد در قادیان بینی
دوائے بے شفا بینی بفضل دار الامان بینی
بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیرِ اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیرِ مسئول
شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری
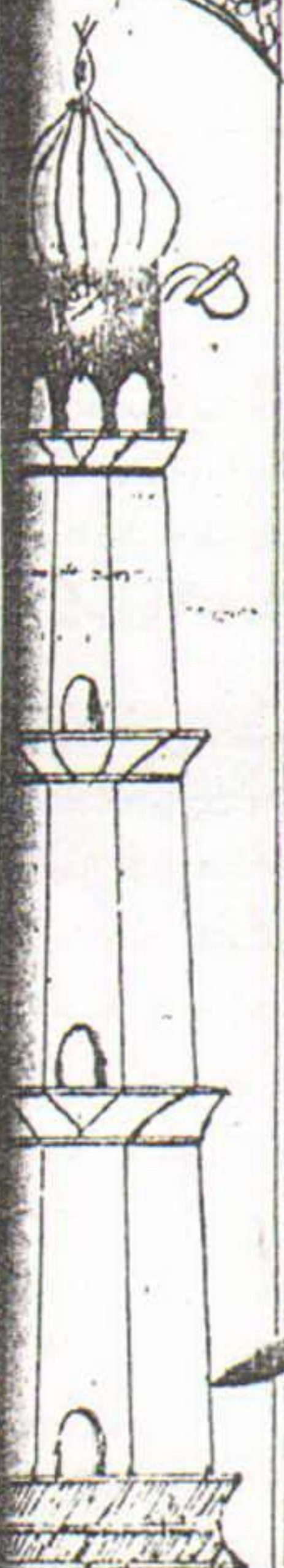
چندہ سالانہ
حکومت اور والیان ریاست سے ۵۰ر
امراء اور رؤسا سے .. ۲۵ر
معاونین سے ... ۱۰ر
عوام سے ۵ر
ممالک غیر سے .. ۱۰ر

المسیح
قادیان دار الامان سے ہر ماہ عیسوی کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل سے شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ
۲ر

جلد ۴۳ | ۲۷ محرم و ۵ صفر ۱۳۵۹ء | ۷ و ۱۴ امان ۱۳۱۹ ہش | ۷ و ۱۴ مارچ ۱۹۴۰ء | نمبر ۱۰

کیا آپ چاہتے ہیں؟

کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے

دستِ مبارک کی تحریر آپ کے گھر ہو

ہر وہ احمدی دوست جس کے دل میں یہ خواہش موجزن ہو۔ کہ اس کے گھر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک کی کوئی تحریر ہو۔ ان کے لئے میں اخبار الحکم کے ذریعے یہ خوشخبری شائع کرتا ہوں۔ کہ ہم نے رسالہ "تحفت گوہر" کے پہلے تین صفحات کے بلاک نہایت محنت اور صرف زر سے تیار کروائے ہیں۔ یہ وہی "تحفت گوہر" ہے۔ جس کا نمونہ الحکم جوبلی نمبر میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ مضمون اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بے نظیر اور بالکل اچھوتا ہے۔ اس کے بے نظیر اور اچھوتا ہونے میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ خدا تعالےٰ کے ایک راستباز اور نبی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے میں اس مضمون کو آرٹ پیپر پر صرف حضور کے ہاتھ کی تحریر کی شکل میں چھپوا رہا ہوں۔ جو لوگ اس دولت سے مالا مال ہونا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے یہ قیمتی ہدیہ ایک روپیہ پیشگی آنے پر بھیجا جا سکتا ہے۔ بہت تھوڑی تعداد میں

یہ کاپیاں تیار کرائی گئی ہیں۔ وی پی طلب کرنے والے احباب کو محصول ڈاک الگ دینا پڑے گا۔

(محمود احمد عرفانی۔ ایڈیٹر الحکم)

مہتہ عبد الخالق صاحب کی کامیابی

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کے فرزند مہتہ عبد الخالق صاحب جو امریکہ کی یونیورسٹی کولورڈو میں مائننگ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان کی پہلی ششماہی کا نتیجہ نکل آیا ہے۔ وہ خدا کے فضل سے اوّل درجہ پر پاس ہوئے ہیں۔ اور ان کی اس کامیابی کو دیکھ کر یونیورسٹی والوں نے ان کی تعلیم کی مدت کو چار سال سے گھٹا کر صرف اڑھائی سال کر دیا ہے۔

ایک احمدی نوجوان کی یہ کامیابی ہمارے لئے باعث صد مسرت ہے۔ احباب اس نیک اور مخلص نوجوان کی کامیابی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ تا کہ اس کا وجود اپنے خاندان اور سلسلہ کے لئے مفید اور بابرکت ہو۔ اور باوجود اپنی علمی ترقیوں کے اس کا طرۂ امتیاز سلسلہ کی خدمت اور وفاداری ہو۔ آمین۔

اظہار افسوس

مجھے افسوس ہے کہ میری غیر حاضری میں عنایت اللہ صاحب قادیانی نے اپنے بھائی [illegible] صاحب قادیان کے خلاف ایک اعلان الحکم میں کرایا۔ جس کے الفاظ "دھوکہ باز" اور "خطرناک" [illegible] طور پر شائع کئے گئے ہیں۔ مولوی عنایت اللہ [illegible] الفاظ کے سوا بھی اپنے عدم تعلق کا اعلان کر [illegible]

مجھے الحکم میں ان الفاظ کے شائع ہو[نے کا افسوس] ہے۔ جس کے لئے میں محمد عبد اللہ صاحب سے [معذرت خواہ] ہوں۔

(محمود احمد عرفانی)

طالب علموں کیلئے درخواست

جماعت کے بہت سے طالب علم اور طالبات [امتحانات] میں بیٹھے ہیں۔ احباب ان سب کی کامیابی کے [لئے] دل سے دعا فرماویں۔

میرا عزیز محبوب احمد عرفانی اور بھتیجے محمد سلیمان عرفانی بھی میٹرک کے امتحان میں شریک [ہیں] ایسے احباب کا از حد شکر گذار ہوں گا۔ جو ان کے لئے دعا فرمائیں گے۔

محمود احمد عرفانی

خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجئے۔ (مینجر الحکم)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل الحکم روڈ قادیان سے شائع ہوا)

اپنی جیب سے عطا فرمایا۔ غرض ہم دہلی سے حسب معمول پیدل پانی پت کرنال ہوتے ہوئے انبالہ پہنچے۔ انبالہ میں جناب بابو عبدالحمید صاحب نے سارے قافلہ والوں کی حجامت اور کپڑوں کی صفائی اور غسل کا نہایت تسلی بخش انتظام فرمایا۔ اس کے بعد چلتے چلتے راجپورہ پہنچے۔ راجپورہ سے لدھیانہ تک ریل میں سفر کیا۔ لدھیانہ میں آکر بیت الدعا (جہاں حضرت احمد مسیح و مہدی زمان نے سب سے پہلے بیعت لی تھی۔) میں سب نے ملکر دعا کی۔ اس کے بعد لدھیانے سے حسب معمول پیدل سفر پھر شروع ہوا۔

لدھیانہ سے دو تین میل اس طرف دو چار غیر احمدی مسلمان صاحبان برلب سڑک بیٹھے ہوئے تھے۔ قافلہ کو دیکھکر ہم لوگوں سے دریافت کیا۔ اُن کو بتلایا گیا۔ کہ یہ قافلہ قادیان مہدی زمان کے دربار میں زیارت کے لئے جا رہا ہے وہ لوگ نومسلمین ملکانوں کو دیکھکر حیران ہو گئے۔ کہ یہ لوگ اتنی دور سے پیادہ سفر کرتے ہوئے قادیان جا رہے ہیں۔ اُن صاحبان سے تقریباً ایک میل اور اس طرف ہمارا قافلہ جب پہنچا۔ تو انہوں نے اپنے میں سے کسی شخص کو شائد دو روپے دیکر ہمارے پاس سائیکل پر بھیجا۔ اور کہا۔ کہ یہ روپیہ نومسلموں کی مٹھائی کے واسطے ہے۔ ان کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اور ہم چلتے چلتے پھگواڑہ پہنچے۔ وہاں کے غیر احمدیوں نے ہمارا جھنڈا دیکھکر ہمیں بہت گالیاں دیں۔ اور ہم پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر وہاں کے ہندوؤں نے ہمدردی دکھائی۔ اور مخالفین کو شرارت سے روکا۔

اس طرح چلتے چلتے جالندھر آئے۔ یہاں نعمت اللہ خانصاحب سشن جج اور بابو عبدالحی پوسٹ ماسٹر صاحب نے ہمدردی سے قافلہ کو ہر قسم کا آرام پہنچایا۔ جالندھر سے حسب معمول چلتے چلتے جب قافلہ ٹانڈہ سے بیٹھانا ندی میانی آ رہا تھا۔ راستہ میں اُس اطراف کے کافی تعداد میں احمدی احباب ملے۔ جو جلسہ میں شمولیت کے لئے قادیان ہی کی طرف آ رہے تھے۔ اُن سے ملکر بہت خوشی ہوئی۔ اور جب بیٹھانا ندی میانی مقام پر پہنچے۔ تو شیر محمد صاحب جج سررشتہ پور سے مع اپنے اہل و عیال کے قادیان آ رہے تھے۔ انہوں نے ہمارے قافلہ کے جوش کو دیکھکر محبت سے ہمارے قافلہ کی دعوت کی۔ بہت سے احباب جو قادیان آ رہے تھے۔ اُن سے ملکر اب قافلہ کافی بڑا ہو چکا تھا۔ جمعہ کا دن تھا۔ سب لوگوں نے جمعہ کی نماز ملکر پڑھی۔ اس وقت ایک عجیب نظارہ تھا۔ اس کے بعد ہم چلتے چلتے دریائے بیاس پر پہنچے۔ جہاں ہمارے قافلہ والوں نے دعا کی۔ کہ اللہ تعالیٰ جیسا تو نے اپنے مسیح موعود مہدی معہود احمد قادیانی علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا۔ کہ قادیان کی بستی کو بیاس تک بڑھاؤں گا۔ تو اے پروردگار ہم ناچیز دعا کرتے ہیں۔ کہ اس جگہ بیاس کو آئندہ سارے قافلہ والوں کے اترنے اور ٹھیرنے کے لئے بہت ہی دلکش مقام بنا اور یہیں سے لوگ قادیان کی بستی میں داخل ہو جائیں۔ اور یہ بھی دعا کی اے خدا تو اس راستے سے بہت بڑے بڑے قافلے گذار دیو۔ چنانچہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ حضور امیر المومنین کی خلافت جوبلی کے موقع پر اسی بیاس کے راستے سے بہت سے بڑے بڑے قافلے جھنڈے لئے ہوئے آئے۔

بیاس سے چلکر ۲۵ دسمبر کو تقریباً ۳ بجے سہ پہر کو قافلہ دارالامان کی گلیوں سے گذرتا ہوا بہشتی مقبرہ مزار حضرت مہدی پر پہنچا۔ وہاں میں قافلہ کے ساتھ خوب اور دیر تک دعا کرتا رہا۔ عصر کی نماز کے بعد مسجد مبارک میں حضور امیر المومنین نے قافلہ کو شرف ملاقات بخشا۔ اور حضور کی خدمت میں یہ منظوم ایڈریس سب نے ملکر پڑھا۔

برنگ باشی میں رام سارے دیارِ یار میں آئے
مسیحِ احمد یثرب کی ہم سرکار میں آئے
نہ ہے قسمت کہ ہم داخل ہوئے اسلام میں حق کے
وسیلے سے مسیح کے زمرہ ابرار میں آئے
غریقِ بحرِ ظلمت اور ضلالت ہو چکے ہم تھے
بچایا ہم کو مہدی نے خدا کے دار میں آئے
پیادہ پا کنھیا کے نگر سے ہم یہاں آئے
اشاعت دین کی کرتے ہوئے اغیار میں آئے
چلے سادھن سے ہم ہیں اور ہمارا دیس یو پی ہے
زیارت کے لئے محمود کے دربار میں آئے
خدا کے فضل و رحمت سے بخیر و عافیت پہنچے
سنانے مژدہ مہدی جگت سنسار میں آئے
نزولِ مہدی حق سے ہوئی کایا پلٹ عارف
ضلالت سے نکل کر ہم کھلے انوار میں آئے

حضور نے ایڈریس سنا۔ بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا طریقۂ تبلیغ بہت اچھا رہا۔ اب آپ لوگ مہمانخانہ میں آرام کریں۔ حضور کے ان شفقت آمیز کلمات سے ہم سب بہت ہی خوش ہوئے۔ اور ملکانے حضور کے چہرہ انور کو دیکھکر کہنے لگے۔ کہ خدا نے ہم کو سچے ہادی سے آج ملا دیا۔

راستہ میں اللہ تعالےٰ نے جس طرح اس قافلے کو مدد فرمائی۔ اور جو جو نظارے اس کی تائید کے دیکھ پڑے۔ اُن سے قافلے کے ایمان میں بڑی ترقی ہوئی۔ اور اُس قادر کی حمد کرنے کا خوب موقع ملا۔ ایک ملکانہ بنام سردار خاں صاحب تو اتنے دلدادہ اس مقام کے ہوئے۔ کہ انہوں نے پھر یہاں سے واپس جانا ہی نہ چاہا۔ اب ہمیں انہوں نے اپنے عیال و اطفال کو بلا لیا ہے۔ راستہ میں جن صاحبان نے قافلے کے ساتھ ہمدردی کی۔ اور اس کی مدد فرمائی۔ اُن کے اسمار گرامی حسب ذیل ہیں:۔ سب سے پہلے ڈاکٹر عبدالحی صاحب۔ سیٹھ اللہ جوایا صاحب۔ ان صاحبان نے قافلہ کے چلتے وقت بھی مدد فرمائی تھی۔ راستے میں ڈاکٹر عبدالکریم صاحب نے بمقام متھرا اور بابو محمد عمر صاحب نے دہلی میں۔ پانی پت میں شیخ یعقوب علی صاحب نے۔ کرنال میں نذیر الاسلام صاحب مینجر محکمہ زراعت نے شاہ آباد میں ڈاکٹر عبداللہ صاحب نے جو آج کل یہیں رہتے ہیں۔ اور دیگر احباب بھی تھے۔ جن کا نام افسوس ہے اس وقت یاد نہیں رہا۔ ان سب کے لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ اور ناظرین بھی دعا فرمائیں ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

اولڈ بوائز تعلیم الاسلام ہائی سکول سے خطاب

برادرم مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

جب سے بجلی قادیان میں آئی ہے۔ مجھے اس بات کا خیال تھا۔ جس طرح ہو سکے ہائی سکول کے چاہ میں بجلی کا پمپنگ سٹ لگا لیا جائے۔ تاکہ باغ اور فیلڈوں کی حالت بہتر ہو سکے۔

گذشتہ سال خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمیں اس بات کی توفیق ملی۔ کہ ہم نے نہ صرف چاہ میں بجلی کا پمپنگ سیٹ لگوایا۔ بلکہ سکول اور بورڈنگ کے احاطہ میں اپنا وائرنگ کروا کر بلک سپلائی کی منظوری حاصل کی۔ اور اس طرح بہت کم نرخ پر روشنی اور موٹر کے لئے بجلی کی طاقت کا انتظام ہو گیا۔ احاطہ سکول میں موٹر پمپ لگنے سے قبل بذریعہ رہٹ پانی لیا جاتا تھا۔ مگر رہٹ کے ذریعہ ہمیں صرف پندرہ سو گیلن فی گھنٹہ پانی مل سکتا تھا اور یہ پانی باغ اور درختوں کی ضروریات کے لئے کافی نہ ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ بورڈران کو بھی پانی کی قلت رہتی تھی ؛

اس وقت سکول کے چاہ میں پمپنگ سٹ لگنے سے ہمیں فی گھنٹہ دس ہزار گیلن . . . . . . کے قریب پانی مل رہا ہے۔ اور اس وجہ سے نہ صرف باغ کی حالت آگے سے بہتر ہو گئی ہے۔ بلکہ احاطہ سکول کے تمام درختوں کو وافر پانی مل رہا ہے۔ اور حسب ضرورت کھیلنے کی فیلڈوں کو بھی پانی دیا جاتا ہے۔ بورڈنگ کے رہنے والے طالب علموں کو جو پانی کی قلت رہتی تھی۔ وُہ دُور ہو گئی۔ اور اب ان کے نہانے اور دیگر ضروریات کے لئے خدا تعالےٰ کے فضل سے کافی پانی مل سکتا ہے۔

سکول کا کنواں اس قدر پانی دینے کے قابل نہ تھا۔ کیونکہ کنوئیں کے پانی دینے کی استعداد پندرہ سو گیلن فی گھنٹہ سے زیادہ کی نہ تھی۔ اس وجہ سے قریباً سات سو روپے خرچ کر کے اس میں محکمہ زراعت کے بورنگ ڈیپارٹمنٹ کے ذریعہ بور کرایا گیا۔ اور سکول کے احاطہ کی وائرنگ اور موٹر پمپ کے لگوانے پر اٹھارہ سو روپے سے زائد خرچ ہوا۔

اس کے علاوہ بورڈروں کی سہولت کے لئے کنوئیں کے پاس سیمنٹ کی اونچی ٹینکی بنوائی گئی ہے۔ جس میں ڈیڑھ ہزار گیلن پانی بیک وقت رہ سکتا ہے۔ اور اس ٹینکی کے ذریعہ نہ صرف بورڈنگ کے اندر پانی دیا جاتا ہے۔ بلکہ باورچی خانہ میں بھی اور لیٹرینز کی صفائی کے لئے بھی پائپ لگائی گئی ہے۔

صدر انجمن کی مالی حالت ایسی نہیں۔ کہ وہ دیگر اہم کام روک کر سکول کی اس ضرورت کو پورا کر سکتی۔ مگر پھر بھی اس کی طرف سے اس غرض کے لئے سکول کو مبلغ نوصد روپیہ کی رقم دی گئی۔ باقی رقم قرض اور سکول کے بعض پرائیویٹ فنڈوں سے پوری کی گئی۔

گذشتہ سال حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کے بچوں کو صحت بہتر بنانے کے سلسلہ میں خاص کھیلوں کی تحریک فرمائی۔ تاکہ جماعت کے بچے صحت کے اعلیٰ معیار پر پورے اتر سکیں۔ اور قوم کے لئے مفید بن سکیں۔

انہی تحریکات میں حضور نے دیگر ورزشوں کے ساتھ تیرنا سیکھنے کی تحریک فرمائی۔ دیگر ورزشوں کا سامان تو آسانی مہیا ہو سکتا تھا۔ مگر تیرنا اس وقت آ سکتا ہے۔ جب تیرنے کے لئے تالاب ہو۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے گذشتہ موسمی تعطیلات سے قبل ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول نے اساتذہ کی نگرانی میں تیرنے کے لئے تالاب کی کھدائی شروع کرا دی۔ اس میں طالب علموں نے نہایت خوشی اور محنت سے کام لیا۔ اور چند روز میں ہی اس تالاب کی کھدائی مکمل کر دی۔ ہمارے پاس تالاب بنانے کے لئے کوئی فنڈ نہیں تھا۔ انجمن کی مالی تنگی کی وجہ سے وہاں سے بھی کچھ ملنے کی امید نہ تھی۔ مگر یہ کام بھی ایسا تھا۔ کہ جس کو پانی کا انتظام ہوتے ہوئے پیچھے ڈالنے کو جی نہ چاہتا تھا۔

اب سے کوئی ایک ماہ قبل ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول نے ٹینک کو مکمل کرنے کے لئے مجھے دوبارہ تحریک کی اور خدا کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے میں نے اس کام کو شروع کرا دیا۔ میرا ارادہ تھا۔ کہ ایام جلسہ میں سکول کے پرانے طلباء کو تحریک کروں۔ کہ وہ اس تالاب کے لئے چندہ دیں۔ مگر جلسہ کی مصروفیت کی وجہ سے بہت ہی کم دوستوں کو مل سکا۔ مگر جن دوستوں سے میں ملا۔ انہوں نے اس کام پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ اور امداد کا وعدہ کیا۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے۔ کہ دوست گھروں کو واپس جا کر اپنی بات کو بھولے نہیں۔ اور بعض دوستوں کی طرف سے بغیر کسی یاد دہانی اور مطالبہ کے روپیہ آنا شروع ہو گیا ہے۔ ایسے چندہ دل کا وقتاً فوقتاً اعلان اخبار میں کیا جائے گا ؛

(بقیہ ستون دیکھو صفحہ

سیرت المہدی کا ایک ورق

(حضرت عرفانی کبیر کی قلم سے)

حضرت عرفانی کبیر کا بڑا شغف ذکر حبیب ہے میں ان کے کاغذات کو جب دیکھتا ہوں۔ تو ان پر کوئی نہ کوئی واقعہ سیرت مسیح موعود کا لکھا ہوتا ہے۔ جس سے ان کی محبت اور قلبی کیفیت کا پتہ چلتا ہے۔ الحکم کی آج کی اشاعت میں آپ کی اس کیفیت کا ایک نظارہ پیش کرتا ہوں۔

(محمود احمد عرفانی)

مہمانوں کے ساتھ محبت و بے تکلفی

آپ اکرام ضیف کی نہ صرف تاکید فرمایا کرتے۔ بلکہ عملاً اس کا سبق دیا کرتے۔ بار ہا ایسا ہوا۔ کہ جب کوئی مہمان آیا۔ تو آپ بنفس نفیس اس کے لئے موسم کے لحاظ سے چار پائی لسی وغیرہ خود اٹھا کر بے تکلفی سے آتے۔ اور اصرار کر کے پلایا۔ ایسا بھی ہوتا۔ کہ کوئی دوست قادیان سے ایام اقامت پورے کر کے رخصت ہوتا۔ تو آپ اس کے لئے راستہ کے لئے ناشتہ وغیرہ لیکر آجاتے۔ یا موسم کے لحاظ سے دودھ وغیرہ لیکر آتے۔ کبھی ایسا بھی ہوا۔ کہ تربیت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے کہ اس وقت بچے تھے اٹھوا کر لاتے۔ (مرحوم حضرت میر حامد شاہ صاحب کا واقعہ دودھ) عام طور پر اپنی تقریروں میں مجلسوں میں فرماتے رہتے کہ ما انا من المتکلفین۔ ہمارے مہمانوں میں سے جو تکلف کرتا ہے۔ اسے تکلیف ہوگی۔ اس لئے جو ضرورت ہو۔ اسے کہدیا کرو۔

آپ جب باہر کھانا کھایا کرتے تھے۔ تو سب سے آخر تک کھاتے رہتے تھے۔ اور بہت ہی کم کھاتے تھے۔ سب سے آخر تک اس لئے کھاتے رہتے۔ کہ اگر کوئی نیا مہمان کسی وجہ سے کھانے میں حیا کرتا ہے۔ تو یہ سمجھ کر کہ حضور کھا رہے ہیں ہاتھ نہ اٹھالے۔

مہمانوں کی خاطر داری میں آپ کے اخلاقی خوارق بے حد ہیں۔ ایک مرتبہ ضلع جہلم کے دو شخص جو بہت ہی ضعیف العمر تھے حاضر ہوئے۔ آپ سیر کو تشریف لے جا رہے تھے۔ وہ چل نہیں سکتے تھے۔ وہاں ہی کھڑے ہو گئے۔ اور دیر تک ان کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ جب دیکھا۔ اُن کے دل کے کنول کھل گئے ہیں۔ اور انہوں نے سعادت کبریٰ حاصل کر لی۔ تو آپ نے اُن کو کھلانے کا حکم دیا۔ اور معمولاً سیر کو چلے گئے۔ (۴ نومبر ۱۹۰۲ء)

گورداسپور مقدمات کے سلسلہ میں آپ ٹھیرے ہوئے تھے۔ بابا ہدایت اللہ صاحب جو پنجابی کے بڑے مشہور شاعر تھے۔ انہوں نے اجازت چاہی۔ آپ نے اُن کو فرمایا۔ آپ جا کر کیا کریں گے۔ اگر کوئی تکلیف ہو تو بتا دو۔ اس کا انتظام کر دیا جائے۔ پھر اس کے بعد عام طور پر آپ نے جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا۔ چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہے۔ کسی کی ضرورت کا علم نہ ہو۔ اس لئے ہر شخص کو چاہیئے۔ کہ جس شے کی اسے ضرورت ہو۔ وہ بلا تکلف کہدے۔ اور اگر کوئی جان بوجھ کر چھپاتا ہے۔ تو وہ گنہگار ہے۔ ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے۔ اور بابا ہدایت اللہ صاحب کو مولوی سید سرور شاہ صاحب کے سپرد کر دیا۔ کہ آپ ان کی ضروریات اور آرام کا لحاظ رکھیں۔

خدام کی دلداری

آپ یوں تو ہر آنے والے کے لئے ایک راحت و سکون کا چشمہ تھے۔ مگر آپ کا معمول یہ تھا۔ کہ اپنے خدام کے کسی ایسے کام پر جو بظاہر مشقت اور تکلیف کا موجب ہو ایسے انداز میں دلداری فرماتے۔ کہ ساری کوفتیں دُور ہو جاتی تھیں۔ جہاں تک کہ بعض اوقات اگر بظاہر کوئی ایسی بات بھی ہو جائے۔ جو دنیا داروں کی نظر میں شاید گردن زدنی ہو۔ تو آپ ایسے رنگ میں اس کی تعبیر فرماتے۔ کہ مخلص خادم کی امید اور محبت کے جذبات میں ایک نئی حرارت اور جوش پیدا ہو جاتا۔

غالباً سنہ ۱۹۰۳ء کا واقعہ ہے۔ ظہر کی نماز کا وقت تھا۔ حافظ معین الدین رضی اللہ عنہ جو حضرت کی محبت میں سرشار اور اسی میں زندہ رہتے تھے۔ رات کی بے خوابی کی وجہ سے اونگھ رہے تھے۔ وہ حضور کے پاس کھڑا ہوا کرتے تھے۔ میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ انہوں نے بلا مبالغہ سینکڑوں راتوں کو حضرت کی خدمت اور پاؤں دبانے میں صبح کر دیا۔ اور وہ اپنی زندگی کی بہترین راتیں وہی سمجھتے تھے۔ اسی اونگھ میں حضرت کے اوپر گر پڑے۔ اگر کوئی دنیا دار ہوتا۔ تو خدا جانے اس بے ادبی اور غفلت پر کس قدر آشفتہ مزاج ہوتا۔ ظاہر ہے۔ کہ حافظ صاحب کو کس قدر ندامت ہوئی۔ مگر آپ نے محسوس کیا۔ کہ معلوم نہیں دوسرے لوگ از راہ محبت سے حافظ صاحب کے اس اضطراری فعل پر کیا کہیں۔ اس لئے معاً فرمایا۔ رات میری طبیعت خراب تھی تپ کی وجہ سے ساری رات نیند نہیں آئی۔ حافظ صاحب ساری رات جاگتے رہے۔ عشاء سے لیکر فجر تک نہیں سوئے۔

اس دلداری اور قدر دانی نے حافظ صاحب کی کوفت اور غم کو کس سرعت سے دُور کیا۔ یہ بیان کرنے کی باتیں نہیں احساس شریف اور تصور بھی ان کا اندازہ نہیں کر سکتا۔

(۲)

آپ سیر کے لئے نکلتے خدام نہایت ذوق اور شوق کیساتھ مضطربانہ آپ کے قریب رہ کر چلتے۔ آپ معمولی رفتار سے چلتے مگر نہایت سریع الرفتار تھے۔ اچھے اچھے چلنے والے دوڑ کر ساتھ ہوتے۔ اس دوڑ دھوپ میں بعض اوقات بعض کے پاؤں آپ کے پاؤں پر پڑتے یا ٹھوکر لگتی۔ اور آپ کا عصائے مبارک گر پڑتا۔ مگر کبھی ایک مرتبہ بھی تو آپ نے اپنی زبان سے نہ فرمایا۔ کہ پیچھے ہٹ کر چلو۔ کسی رنگ میں بھی اظہار ناراضی نہ فرمایا۔ ایک دن آپ نے فرمایا۔ کہ میں سیر کو نہیں جاؤں گا۔ گرد بہت اڑتی ہے۔ کھانسی ہوتی ہے۔ اور اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ کسی شخص نے کہا۔ کہ حضور لوگ دوڑ کر آگے ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اس وجہ سے نہیں۔ بارش نہیں ہوئی۔ اس لئے مٹی اٹھی ہوئی ہے۔ اور وہ اڑتی ہے۔ چنانچہ دو تین دن کے بعد بارش ہو گئی۔ پھر سیر کو جانے لگے۔ واقعہ بظاہر نہایت معمولی ہے۔ اور ایک حد تک حقیقت کو اپنے اندر رکھتا تھا۔ لوگ آپ کی باتیں سننے کے لئے دیوانہ وار دوڑے ہوئے جاتے تھے۔ مگر آپ نے خدام کی دل شکنی اور ان پر کسی قسم کی سوء ادبی کا الزام پسند نہ فرمایا۔ ان کے اس فعل کو ارادت و اخلاص کا نتیجہ سمجھتے ہوئے قابل قدر سمجھا۔ گو ان کی دوڑ دھوپ سے بھی گرد اٹھتی تھی۔ مگر اصل باعث بارش کا نہ ہونا قرار دیکر خدام کے اخلاص و محبت کے جذبات کو مجروح ہونے سے بچا لیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے بھی اس فضل اور فیضان کو جو بارش نہ ہونے کی وجہ سے آنے والوں کیلئے سیر میں نہ جانے سے رک رہا تھا۔ بارش کر کے جاری کر دیا۔

(۳)

اسی طرح ایک دن مغرب کے بعد حضور تشریف فرما تھے۔ اور لوگ پروانہ وار آگے بڑھ رہے تھے۔ ان میں دیہاتی زمیندار لوگ بھی تھے۔ جو اپنے لباس کی عمدگی اور صفائی کا زیادہ خیال نہیں رکھ سکتے۔ ایک شخص نے پکار کر کہا۔ کہ لوگو پیچھے ہٹ جاؤ۔ حضرت صاحب کو تکلیف ہوتی ہے۔ حضور کو اس کا یہ کہنا تو ناگوار ہوا۔ مگر آپ جانتے تھے۔ کہ اس نے اپنے اخلاص کے لحاظ سے ایسا کہا۔ اور حضور کی شان اور مقام کے لحاظ سے ان لوگوں کو دیکھتے تھے۔ جو آگے بڑھ رہے تھے آپ نے فرمایا:۔ "کس کو کہا جاوے کہ پیچھے ہو۔ جو آتا ہے اخلاص اور محبت کو لے کر آتا ہے۔ سینکڑوں کوس کا سفر کر کے یہ لوگ آتے ہیں صرف اس لئے کہ کوئی دم صحبت حاصل ہو۔ اور انہیں کی خاطر خدا تعالیٰ نے سفارش کی ہے۔ ولا تصعر بخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس۔ یہ صرف غریبوں کے حق میں ہے۔ جن کے کپڑے میلے ہوتے ہیں۔ اور جن کو چنداں علم بھی نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کا فضل بھی ان کی دستگیری کرتا ہے۔ کیونکہ امیر لوگ تو مجلسوں میں آپ ہی پوچھے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک اُن سے با اخلاق پیش آتا ہے۔" (الحکم نمبر ۲۵/۲۴ جلد ۸)

(۴)

بنی نوع انسان کی ہمدردی کا اس قدر جوش آپ میں تھا کہ اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے ایک مرتبہ اپنی ... میں لکھا تھا۔ کہ خلق اللّٰہ عیالی۔ اس کی مخلوق میرا کنبہ ہے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میری تو یہ حالت ہے۔ کہ اگر کسی کو درد ہو۔ اور میں نماز میں مصروف ہوں۔ میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جاوے۔ تو میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ نماز توڑ کر اس کو فائدہ پہنچاؤں۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ اس سے ہمدردی کروں۔ اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں۔ کہ غیروں اور ہندوؤں سے بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ۔ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونی چاہیئے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ آپ نے خود بیان فرمایا۔ کہ آپ سیر کو نکلے۔ عبدالکریم ہمارا آپ کے ساتھ تھا۔ وہ ذرا آگے تھا۔ اور میں پیچھے تھا۔ راستہ میں ایک بوڑھیا ۷۰-۷۵ برس کی ملی۔ اس نے کہا۔ کہ میرا خط پڑھ دو۔ اس نے جھڑکیاں دیکر ہٹا دیا۔ میرے دل پر چوٹ لگی۔ اس نے وہ خط مجھے دیا۔ میں ٹھہر گیا۔ اسے پڑھ کر اچھی طرح سمجھایا۔ اس پر وہ بہت شرمندہ ہوا۔ ...

بقیہ صفحہ (۱۱)

مگر میں نے ضروری جانا۔ کہ جن دوستوں کو اس کا علم نہیں۔ ان کی یہ تحریک پہنچا دوں۔ جو اخراجات اس وقت تک ہو چکے ہیں۔ اور آئندہ سال اس کی تکمیل کے لئے جن کی توقع کی جاتی ہے۔ اس کو میں درج کرتا ہوں۔ اور امداد کی تعیین آپ پر چھوڑتا ہوں۔ تا آپ اپنی ہمت اور حالات کے مطابق جو امداد دے ہو سکے ... احاطہ سکول کی وائرنگ اور موٹر سمیت ۲۵۰۰ روپے بیمنچی ۲۰۰ روپیہ۔ تیرنے والا تالاب ۲۰۰۰ روپیہ۔ ان کے علاوہ تالاب کے ارد گرد دیوار بنائی جائے اور ساتھ ایک کپڑے بدلنے کا کمرہ بھی بنایا جائے اور ... لگائے جائیں گے۔ اس کا متوقع خرچ ۱۵۰۰ روپیہ۔ اس طرح یہ کل میزان چھ ہزار تین سو روپیہ بنتی ہے۔ ... صدر انجمن احمدیہ کا عطیہ مبلغ نو صد روپے ہے۔ ... رقم جس کی ہمیں ضرورت ہے۔/۵۴۰۰ روپیہ ہے۔ اگر سکول کے اولڈ بوائز توجہ کریں۔ تو یہ کوئی بڑی بات نہیں اور ان کی ذرا سی توجہ سے ایک نہایت مفید کام سرانجام پا سکتا ہے۔

مہربانی فرما کر اپنی رقم چندہ ناظر تعلیم و تربیت کے نام بھجوائیں۔

آخر میں میں اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں کہ آپ نہ صرف خود اس کام کے لئے چندہ دیں۔ بلکہ دوسرے اولڈ بوائز کو بھی تحریک کریں۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء

خاکسار

مرزا شریف احمد ناظر تعلیم و تربیت قادیان

سیدنا محمود المصلح الموعود

(نتیجہ فکر جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس امام مسجد لنڈن)

[مولا]نا شمس نے الحکم کے جوبلی نمبر کے لئے دو عربی نظمیں لکھی تھیں۔ ایک تو اسوقت [شائع ہو] گئی تھی۔ مگر دوسری نظم تنگی جگہ کی وجہ سے شائع نہ ہو سکی جسے میں اب شائع [کرنے] کی مسرت حاصل کر رہا ہوں۔ (محمود احمد عرفانی)

[م]حمود یا فخر الانام — ویا کریم المحتد
...سری الاله وآیة — انتم ودب محمد
...ت الجماعة کلها — بالعلم لا تمهند
...الخلافة والفضیلة — بالقلوب مؤید

۲

...بایعتک کمخلص — اصحاب رای محصد
...وا الیک اطاعة — جاؤا الیک کمنجد
...ت جذر قلوبهم — من کل نوع تتردد
...للدفاع عن الخلافة — کالهزبر الاصید

۳

...م یوم مسرة — وحبور من هو احمدی
...احتفال لمهرجان — امیرنا والقائد
...سون عاما قد مضت — من یوم بعثة احمد
...ربع من قرن خلا — لخلافة ابن الاحمد

۴

...ت خصوم خلافة — وغدو الکمثل مفند
...رتوا وتفرقوا — کالمعشر المتقدد
...دوا لکالا عبرة — للخلق جمع الشرد
...الیوم تنظر خانهم — کالموضع المتابد

۵

...بالعهد المصلح — الموعود نجل الاحمد
...یدت قصر خلافة — بالعزم خیر مشید
...ن الخلیفة والامیر — لمؤمنین وعبد
...ت المطهر والمؤمن — من شرود الحسد

۶

...ت الذی أنبت — للدنیا نبوة احمد
...بانت نورتها — من نورك المتعمد
...ت الذی اعدتها — للحق کالمتنشد
...شاهدین الناصرین — له بکل المشهد

۷

...ثت لندن اذ وضعت — بها اساس المسجد
...رت قلبا مثل خافیة — الغراب الا سود
...ن حسن وعدلك اهتدی — من جاء کالمسترشد
...ان رأینا مثلکم — فی عهدنا من مرشد

۸

...ت صیتك ذائع — فی الخافقین مندد
...لت جموعك بالنشا — ط من الجبال وجد
...ل التبلیغ للرسالة — کالحمام وهدهد
...ت دعاتك بالبشارة — فی السهول وفدفد

۹

...لی انك هادی — للخلق مثل الشاهد
...ت کل مخاصم — من کان مثل منافد
...ت طعنا عنادا — من کان شر معاند
...ت منك انتقاما — من ملحدین وعتد

۱۰

اعطیت کل معونة — من جاء کالمستنجد
قد صار منك بنظرة — کسبیکة من عسجد
من کان روثا ذلة — او عاد مثل زبرجد
لا شك انك کامل — یا ماجد ابن الماجد

۱۱

الیوم کم من صالح — فینا وکم من متهجد
القائمون لیالیا — من راکعین وسجد
کم صائم وقت النهار — وفی اللیالی هجد
والکل من تأثیرك — الروحی سلیل الاحمد

۱۲

ویل لمن عاداك ظلما — کالشقی الاجحد
یوما یقول بحسرة — یا لیتنی لم اولد
انا نعوذ بربنا — من کل شیخ مفسد
من جاهد متکبر — من کل باغ معتد

۱۳

شکر الخالقنا الذی — اعطانا خیر القود
اروا حنا نفدیها من — بردا عرقدس یرتدی
ودعاء کم من دون شبلاك — مثل سهم صارد

اقبل تحیة مخلص
یا سائد ابن السائد

مجھے پنجاب کی ہر شئے حسین معلوم ہوتی ہے

(نتیجہ فکر محترمی احسن اسمٰعیل صدیقی صاحب از گوجرہ)

نوائے قادیاں اب دلنشیں معلوم ہوتی ہے
شراب معرفت کیف آفریں معلوم ہوتی ہے

ہے کچھ تیری ہی یہ اے قادیاں اعجاز فرمائی
مجھے پنجاب کی ہر شئے حسیں معلوم ہوتی ہے

اسے ناقدری عالم ہی شاید یاد آتی ہے
مہرشاک آباد کیوں چشم حزیں معلوم ہوتی ہے

میں قرباں تیرے حسن و ناز پر اے قادیاں والے
تری اک اک ادا وجد آفریں معلوم ہوتی ہے

خلش یوں تو ہے سارے جسم میں درد محبت کی
کہیں محسوس ہوتی ہے کہیں معلوم ہوتی ہے

بتاتا ہے جسے تو جنت فردوس اے زاہد
یہیں معلوم ہوتی ہے یہیں معلوم ہوتی ہے

یہ کس کا سر جھکا ہے آج اُن کے آستانہ پر[1]
صدائے دشمناں اندوہ گیں معلوم ہوتی ہے

جسے انعام میں احسن ملی ہے نور افشانی
وہ سجدہ کیش میری ہی جبیں معلوم ہوتی ہے

[1] جناب خان بہادر غلام حسن خانصاحب پشاوری

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح کی پاکیزہ زندگی کی ایک جھلک

(جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی قلم سے)

بد قسمتی مضمون اس مضمون کا ٹکڑا ہے۔ جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے الحکم جوبلی نمبر کے لئے لکھا تھا۔ مگر افسوس کہ تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا تھا یوں اس حصے کو یہاں شائع کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب موصوف سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ الحکم میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے سفروں کے حالات اور آپ کی پاکیزہ زندگی کے واقعات ہمیشہ شائع فرما کر قوم کے لئے ایک روحانی دسترخوان مہیا فرما کر مشکور فرمادیں۔ (محمود احمد عرفانی)

اہل خانہ سے پاک سلوک کی ایک مثال

اسی تکلیف کی حالت میں ڈر بارش کی شدت میں واپس چلے آ رہے تھے۔ کہ رات کا اندھیرا قریب آگیا۔ اور ٹھہرنے کو کوئی جگہ نہ تھی۔ ایک خیمہ ساتھ تھا۔ اس کے لگانے کی بھی جگہ نہ ملتی تھی۔ اور ایک خیمہ کافی بھی نہ ہو سکتا تھا۔ آخر بکری والوں کا ایک بکری خانہ مل گیا۔ بعض ساتھی اس کے اندر ٹھہرے۔ اور حضور بمع چند خدام خیمہ میں اسی وقت آس نور سے ایک آدمی آیا۔ کہ سیدہ ام ناصر احمد کو پھر تیز بخار ہو گیا ہے۔ میں نے دیکھا حضور کو بہت فکر ہوا۔ اور علی الصبح دو گھوڑے تیار کئے جانے کا حکم دیدیا۔ ایک حضور کے اپنے لئے اور ایک خاکسار کیلئے چنانچہ سورج نکلنے سے پہلے نواب محمد خاں غزنوی اور ایک احمدی بھائی کشمیری کو ساتھ لے کر واپس روانہ ہوئے۔ اور پندرہ سولہ میل کا سفر جلد جلد طے کر کے آسنور پہنچے۔ اسوقت تک بخار اتر چکا تھا۔ اس واقعہ سے حضور کی اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہمدردی کا بین ثبوت ملتا ہے۔ یوں تو حضور کو دیکھا ہے۔ کہ کسی بچہ کو گود تک میں بھی کبھی نہیں اٹھاتے۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ اور اس طرح کا پیار کرتے حضور کو کبھی نہیں دیکھا۔ جس طرح عام لوگ کیا کرتے ہیں۔ مگر تکلیف کے وقت حضور کی چھپی ہوئی محبت ظاہر ہو گئی۔ پھر اس واقعہ سے یہ علم بھی حاصل ہوتا ہے۔ کہ وہی بارش جو کہ حضور کی توجہ اور دعا سے ایک وقت برسی تھی۔ اور پھر بند بھی ہو گئی۔ اس وقت حضور کی تکلیف کا موجب بھی ہو گئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور راضی برضا ہیں۔ اور مناسب نہ سمجھا۔ کہ پیش آمدہ تکلیف کی وجہ سے جس کا تعلق اپنی ذات سے تھا دعا کریں۔ لیکن جب دوسرے لوگوں نے بارش کے بارہ میں تکلیفوں کا ذکر کیا۔ تو اس وقت ہمدردی خلائق [illegible] دعا کر دی۔

ایک عجیب واقعہ

سنہ ۲۲ یا ۲۳ء کا واقعہ ہے۔ کہ حضور تبدیلی آب و ہوا کے لئے دریائے بیاس پر چند دن گذارنے کے لئے تیار ہوئے۔ مجھے سامان تیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔ سامان کی فہرست حضور کو دکھلا کر سامان تیار کیا جانے لگا۔ اس وقت حضور نے ایک خادمہ کے ذریعے خاکسار سے دریافت کروایا۔ کہ وہ چیز بھی ساتھ لے لی ہے۔ یہ چیز سامان کی فہرست میں نہ تھی۔ میں نے جواب میں کہلا بھیجا۔ کہ ہاں لے لی ہے۔ حضور نے متعجب ہو کر دریافت کروایا۔ کہ تم نے کیسے سمجھ لیا۔ کہ فلاں چیز ہے اور وہ کیا چیز سمجھے ہو۔ میں نے اس کا نام پیش کر دیا۔ فرمایا ہاں یہی ہے۔ مجھے اب تک تعجب ہے۔ کہ اس کی تفہیم مجھے کس طرح ہوئی۔ کہ حضور کی مطلوبہ چیز کو سمجھ لیا۔

سفر لنڈن

ابتدائے سنہ ۲۴ء میں احمدیہ لنڈن مشن کے انچارج کی طرف سے اطلاع ملی۔ کہ لنڈن میں مذاہب عالم کی کانفرنس قائم ہونے والی ہے۔ اور حضور کو کانفرنس کی طرف سے دعوت نامہ بھی بھجوایا۔ حضور نے اظہار فرمایا۔ کہ کانفرنس کی شمولیت کے لئے تو میں نہیں جا سکتا۔ مضمون ہی بھیج سکتا ہوں۔ ہاں وہاں کا مشاہدہ کرنے اور تبلیغی راہوں کو دیکھنے کے لئے جانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور نے بہت سے اصحاب سے مشورہ لیا۔ اور کئی ایک کو استخارہ کے لئے لکھوایا۔ خاکسار کو بھی ارشاد پہنچا۔ دعا کے دوسرے یا تیسرے روز ہی میں نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ مولوی فضل دین صاحب سفر کی تیاری کر رہے ہیں۔ اور میں بھی تیاری میں ساتھ مشغول ہوں۔ اور مدد دے رہا ہوں۔ یہ رؤیا حضور کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ اور دوستوں نے بھی سفر کے موافق خوابیں دیکھیں چنانچہ سفر نہایت بابرکت طریق پر انجام پایا۔ اس رؤیا سے حضور کا وجود دین کے لئے بابرکت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ رؤیا میں حضور فضل دین کی حیثیت سے دکھائے گئے۔

اس سفر پر ۱۲ جولائی کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ اور حضور کے ہمراہ بارہ احباب تھے۔ بمبئی سے اٹالین جہاز ایس ایس افریقہ پر روانہ ہوئے۔ یہ جہاز پانچ یا چھ ہزار ٹن وزن کا تھا۔ اس کے عہدے دار حضور کے ساتھ بہت مانوس ہو گئے۔ اکثر خادم تو ڈیک پر سفر کرنے والے تھے۔ بعض سیکنڈ کلاس میں اور حضور فرسٹ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔ مگر ہم سب کو فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کے درمیان صحن میں حضور کی معیت میں باجماعت نماز پڑھنے کا موقعہ مل جاتا تھا۔ ایک روز نماز پڑھ کر حضور تشریف فرما تھے اور حضور کے ہمراہ بارہ خادم بھی اس وقت حضور کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جہاز کا ڈاکٹر کچھ فاصلہ پر کھڑا اس نظارہ کو دیکھ رہا تھا۔ اور وہ مجھ سے اچھی طرح واقف بھی ہو چکا تھا۔ اس نے مجھے دور سے ہی اشارہ کر کے اپنے پاس بلایا۔ مجھے اس مجلس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ jeasus christ and of twelve deciples یعنی یسوع اور بارہ حواری اس کا اس طرح پر اظہار کرنا بجز القائے الٰہی کے نہیں ہو سکتا کسی نے اس کو سبق نہ دیا تھا۔ کہ یہ بروز مسیح ثانی ہیں۔ اور حضور کے خادم بروز حواریین ہیں۔

خدام سے محبت کا جذبہ

اسی سفر کے دوران میں پورٹ سعید سے مصر و بیت المقدس شام وغیرہ ہو کر واپس ہوتے ہوئے حیفا میں ٹھہرے۔ یہاں بعض عمائد کو ملنے کے لئے چودھری فتح محمد صاحب سیال اور شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کو بھیجا۔ واپسی کا وقت مقرر تھا۔ قافلہ ریلوے سٹیشن کو روانہ ہو گیا۔ مگر یہ دونو احباب گاڑی کی روانگی تک نہ پہنچے۔ گاڑی روانہ ہو کر پورٹ سعید پہنچ گئی۔ حضور نے ہر جگہ سے تار دلوائے۔ مگر پتہ نہ چلا۔ اور یہاں تک بھی کیا۔ کہ ایک موٹر پر شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کو بھیجا کہ اگر وہ کہیں راستے میں آتے مل جائیں۔ تو ان کو جلد لے آئیں۔ رات دس گیارہ بجے پورٹ سعید پہنچے۔ یہاں کئی دن کی جمع شدہ ڈاک ملی۔ باوجودیکہ پیچش اور بخار کی شکایت تھی۔ حضور نے تمام ڈاک ایک جگہ بیٹھ کر دیکھی۔ تین بجے کے قریب میں نے پیچش کا ٹیکہ لگایا۔ اس کے بعد حضور [illegible] پیچھے رہ جانے والے ساتھیوں کے ٹکٹ کے انتظام [illegible] خود تشریف لے گئے۔ اور خاطر خواہ انتظام ہونے پر جہاز پر سیدھے چلے گئے۔ اور انتظار میں بے قرار اور پریشان رہے اور اس وقت تک انتظار کیا۔ جب تک جہاز چلکر دور نہ چلا گیا اور ڈیک نظر سے اوجھل نہ ہو گیا۔ تمام رات بھر حضور نے ایک منٹ کے لئے آرام نہ کیا۔

ایک لطیفہ

جہاز اٹلی کے علاقہ میں پہنچا۔ یہاں سے روم پہنچے جس کے ضروری مقامات دیکھے۔ اور ڈکٹیٹر [illegible] سا نیور مسولینی صاحب سے بھی ملاقات کی۔ پوپ [illegible] ملاقات کی کوشش کی۔ مگر اس نے گریز کیا۔ کثیا کومز [illegible] Comma دیکھے۔ حضور کی طبیعت اس جگہ بھی علیل ہی رہی۔ اور حضور جس ہوٹل میں ٹھہرے تھے۔ اس [illegible] ذوالفقار علی خاں صاحب اور خاکسار بھی حضور [illegible] ٹھہرے تھے۔ دوسرے احباب ایک اور ہوٹل میں [illegible] جس روز یہاں پہنچے۔ یہاں رحم دین صاحب باورچی [illegible] شام کے کھانے کی رسد کی خرید کے لئے ہوٹل سے باہر بازار میں گئے۔ انہوں نے ہوٹل کا نام یاد نہ کیا۔ [illegible] پردیسی پر راستہ بھول گئے۔ ہوٹل کا نام یاد نہ ہونے کی وجہ سے کسی سے پتہ پوچھتے تو کس طرح۔ کیونکہ ہوٹل تو بیسیوں تھے۔ اس فراست کے ذریعے سے جو اللہ تعالیٰ اپنے ماموروں کے باتھیوں میں ہاتھ دینے والوں کو عطا فرماتا ہے۔ اپنی مشکل کے حل کرنے کی ایک عجیب راہ سوچی۔ وہ یہ کہ ہوٹل کے سامنے ایک فوارہ تھا۔ جس سے ایک آدمی کے بت کے منہ سے پانی نکلتا تھا یہاں رحم دین صاحب نے جہاز میں پانی کا اٹالین لفظ ایکوا (acqua) سیکھ لیا ہوا تھا۔ ایک پولیس مین کے پاس گئے کہا۔ اور اپنی شکل اس بت کی طرح بنائی۔ جو ہوٹل کے سامنے تھا اور کہا۔ اور کہا کہ ہوٹل ایکوا یعنی وہ ہوٹل جس کے سامنے ایک آدمی کا بت ہے۔ اور اس میں سے پانی نکلتا ہے۔ پولس مین سمجھ گیا۔ اور اسے ہوٹل تک پہنچا دیا۔

آپ کا بے مثال خلق

ایک روز حضور کھانے کے لئے میز پر تشریف فرما تھے۔ کھانوں میں ایک پرہیزی کھانا تھا۔ اور ایک عام سب کا [illegible] کھانا شروع ہوا۔ حضور نے پرہیزی کھانے میں سے اپنا حصہ لے لیا۔ اور ہم دونو کا حصہ ہماری طرف کر دیا۔ ہم نے اس خیال سے کہ دوسرے قافلہ میں حضرت میاں شریف احمد صاحب ہیں۔ اپنا حصہ ان کیلئے چھوڑ دیا۔ اور دوسرے کھانے میں سے لیکر کھانا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضور سخت ناراض ہوئے اور کھانا چھوڑ دیا۔ اور فرمایا کہ میں قطعاً یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ میرے ساتھی وہی کھانا نہ کھائیں۔ جو میں کھا رہا ہوں۔ اس قدر شفقت کا اظہار کہ [illegible] ہمیں کتا۔

دینی کام کا شوق

یہاں سے لنڈن آ پہنچے۔ اور جس مقصد کے لئے گئے تھے۔ وہ کام نہایت [illegible] سے سرانجام دیا۔ سفر کے کوائف اُن تاریخوں کے اخباروں میں چھپ چکے ہیں۔ حضور کام میں سخت مصروف رہے۔ رات کو دو تین بجے تک کام کرتے رہتے۔ مختلف قسم کی معلومات بہم پہنچاتے۔ [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خلافت کی حقانیت پر آسمانی شہادت

(جناب مولوی سید احمد علی صاحب مولوی فاضل کی قلم سے)

مولوی صاحب موصوف نے یہ لطیف مضمون الحکم جوبلی نمبر کے لئے لکھا تھا۔ مگر جگہ کی تنگی کی وجہ سے اس کا نصف پہلا حصہ لکھا گیا۔ اور باقی کا نصف رہ گیا۔ جسے آج کی اشاعت میں شائع کیا جاتا ہے۔ (محمود احمد عرفانی)

(۶) چھٹی شہادت

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا۔ کہ :-

"میں گاڑی میں سوار ہوں۔ اور گاڑی ہمارے گھر کی طرف جارہی ہے۔ کہ راستہ میں مجھے کسی نے میرے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کی خبر دی تو میں نے گاڑی والے کو کہا۔ کہ جلدی دوڑاؤ۔ تا میں جلدی پہنچ جاؤں" (برکات خلافت صفحہ ۲۲)

یہ رؤیا بھی حضور نے حضرت مولوی صاحب کی وفات سے قبل حضرت نواب محمد علی خان صاحب۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ جناب حافظ روشن علی صاحب وغیرہ کو سنائی تھی۔

اس کے بعد حضرت خلیفہ اوّل رض کی بیماری کے ایام میں آپ کو لاہور جانے کی ضرورت پیش آئی۔ مگر آپ نے بعض دوستوں سے مشورہ کیا۔ کہ میں نے رؤیا میں گاڑی میں سواری کی حالت میں حضرت کی وفات دیکھی ہے۔ اس لئے مجھے اندیشہ ہے۔ تب آپ نے ایک خاص آدمی کو بھیجکر ضرورت کو رفع کیا لیکن چونکہ منشاء الٰہی اسی طرح تھا۔ جیسے رؤیا میں آپ کو دکھایا گیا تھا۔ حضرت خلیفہ اوّل رض مرض الموت میں حضرت نواب صاحب کے مکان میں رہتے تھے۔ اور آپ بھی وہاں ہی مقیم تھے۔ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو جمعہ پڑھنے کے بعد جب آپ واپس جانے لگے۔ تو نواب صاحب کی گاڑی تیار تھی۔ حضرت نواب صاحب۔ اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب بھی گاڑی میں سوار ہو کر جا رہے تھے۔ کہ راستہ میں نواب صاحب کا ملازم دوڑا ہوا آیا۔ اور آکر بتایا۔ کہ حضرت خلیفہ اوّل رض کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ نے یہ سنتے ہی گاڑی والے سے بے اختیار ہو کر کہا۔ کہ گھوڑے دوڑا کر جلدی پہنچاؤ۔ تب نواب صاحب نے آپ سے کہا۔ کہ آپ کی وہ رؤیا پوری ہو گئی۔

(۷) ساتویں شہادت

فروری ۱۹۱۱ء میں آپ نے ایک رؤیا دیکھا۔ کہ :-

"ایک بڑا محل ہے۔ اور اس کا ایک حصہ گرا رہے ہیں۔ اور بڑی سرعت سے اینٹیں پانچنے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ کہ یہ کیسا مکان ہے۔ اور یہ کون لوگ ہیں۔ اور اس مکان کو کیوں گرا رہے ہیں۔ تو ایک شخص نے جواب دیا۔ کہ یہ جماعت احمدیہ ہے۔ اور اس کا ایک حصہ اس لئے گرا رہے ہیں۔ تا پرانی اینٹیں خارج کی جائیں (اللہ رحم کرے) اور بعض کچی اینٹیں پکی کی جائیں۔ اور یہ لوگ فرشتے ہیں جو جماعت کی ترقی کیلئے اس مکان کو گرا رہے ہیں۔ اور پھر کیا دیکھتا ہوں کہ یہ ایک عجیب بات تھی۔ کہ سب پتھروں کا منہ مشرق کی طرف تھا۔ اس وقت دل میں خیال گذرا۔ کہ یہ پتھیرے فرشتے ہیں اور معلوم ہوا کہ جماعت کی ترقی کی فکر ہم کو بہت کم ہے۔ بلکہ فرشتے ہی اللہ تعالیٰ کا اذن پا کر کام کر رہے ہیں" (بدر ۲۳ فروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

اس رؤیا کی بنا پر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی اجازت سے حضرت صاحب نے انجمن انصار اللہ بنائی۔ جس کے فرائض تبلیغ سلسلہ احمدیہ۔ خلیفہ وقت کی فرمانبرداری۔ اور احکام اسلام پر عمل کرنا وغیرہ تھے۔ چنانچہ یہ سب قواعد بدر میں ہی شائع فرما دیئے گئے تھے۔ یہ انجمن جس غرض سے قائم ہوئی۔ وہ کماحقہ غرض پوری ہوئی۔ کہ لوگوں میں تبلیغ حقہ کے خاص جوش پیدا ہو گیا۔ اس کے بعد ۱۹۱۳ء میں آپ نے قادیان سے اخبار الفضل جاری کیا۔ اور ادھر لاہور سے پیغام صلح نکالا جانے لگا۔ پیغام صلح کے اجراء سے جماعت میں جو اندر ہی اندر خلافت کے خلاف اور خصوصیات سلسلہ کے مٹانے کے لئے مواد پیدا ہو رہا تھا۔ اس کا افشاء ہونے لگ گیا۔ اور قادیان کی جماعت کو بالعموم اور حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ کو بالخصوص مقابلہ پر رکھ لیا گیا۔ اور حملے شروع کر دیئے گئے۔ اور "اظہار الحق" کے نام سے دو نہایت ہی قابل نفرین ٹریکٹ خفیۃً اہل پیغام نے شائع کئے جس کا جواب اس رؤیا کے مطابق قائم شدہ انجمن انصار اللہ نے نہایت بر وقت دیکر سلسلہ احمدیہ کو بعض خاص ضلالتوں سے بچا لیا۔ اور یہ لوگ وہی فرشتہ نما پتھیرے تھے۔ جو رؤیا کے مطابق لاہور سے مشرق یعنی قادیان کے تھے۔ اور آخر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی مدد سے اور ان لوگوں کی کوشش سے اس فتنہ عظیمہ سے جماعت کو بچا لیا۔ جس کی اہل پیغام مدت سے اندر ہی اندر تیار کر رہے تھے۔ اور اس طرح یہ رؤیا اپنی پوری شان سے پوری ہوئی۔ اور انجمن انصار اللہ اور اس کے حامیان کا حقانیت اور صداقت پر مبنی ہونا بھی ظاہر کر دیا۔

(۸) آٹھویں شہادت

پھر جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی خلافت کے متعلق پہلے بتا دیا تھا۔ وہاں یہ بھی خبر دیدی۔ کہ آپ کی راہ میں بعض خطرات ہوں گے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا ہے اور وہ مجھے کہتا ہے۔ کہ اس کام کی تکمیل کے راستہ میں بہت سی روکاوٹیں ہوں گی۔ بہت سی مخالفتیں ہوں گی۔ مگر ان سب کا ایک ہی علاج ہے۔ اور وہ یہ کہ جب تم کوئی غیر معمولی نظارہ دیکھو۔ اسکی پرواہ نہ کرو۔ اور خدا کے فضل اور رحم کیساتھ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" کہتے ہوئے آگے بڑھتے جاؤ" (الفضل ۵ دسمبر ۱۹۳۹ء)

چنانچہ جس زمانہ میں آپ کو حوادثات اور مخالفتوں کی خبر دیگئی تھی۔ اس وقت آپ نہ صرف خلیفہ نہ تھے۔ بلکہ آپ کے خلیفہ ہو جانے کے بعد بھی قریب وقت میں اتنی مخالفتیں نہ تھیں۔ جتنی مخالفتوں کی خبریں آپ کو بتائی گئی تھیں۔ یہاں تک۔ کہ شروع خلافت ثانیہ میں اہل پیغام کے "امیر" مولوی محمد علی صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا تھا :-

"آپ فرماتے ہیں۔ کہ جس وقت آپ نے ماموروں اور نبیوں سے بڑھکر تحدی کے ساتھ وہ رسالہ شائع کیا "کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکتا ہے" تو اس وقت تک آپ کی کیا مخالفت ہوئی تھی۔ بس یہی کہا جاتا تھا۔ کہ آپ کی خلافت بغیر مشورہ ہوئی ہے۔ اور پہلے سے خاص لوگوں کو جو اپنے مفید مطلب تھے اکٹھے کر لیا گیا تھا۔ بس صرف یہ تو مخالفت تھی" (اخبار پیغام صلح لاہور ۵ اکتوبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۲)

لیکن اس کے بعد حضور کی رؤیا کے مطابق نہ صرف سیاسی اور مذہبی جماعتوں کی طرف سے مشکلات کے پہاڑ گرائے گئے۔ بلکہ تقریباً ہر فتنہ بالخصوص "فتنہ بہائیاں"۔ "فتنہ ستریاں" اور "فتنہ مصریاں" وغیرہ میں اہل پیغام اپنی انتہائی مخالفت کے علاوہ ان فتنوں کی آگ پر تیل ڈال کر ہوا دیتے رہے۔ مگر خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" آپ کو اور آپ کی جماعت کو ان میں استقلال اور ثابت قدمی کامل ہوئی۔ بلکہ پیشگوئیوں کے مطابق آنے والا ہر فتنہ مومنوں کے ایمانوں کی ازدیادی کا موجب ہوا۔

(۹) نویں شہادت

پھر جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کو اللہ تعالیٰ نے خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور جماعت کا وہ حصہ جو اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کے کل پرزے خیال کرتا تھا۔ کہ جماعت ہمارے ہی سروں پر قائم ہے۔ یہاں تک کہ مرزا یعقوب بیگ صاحب نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ ہم جاتے ہیں۔ مگر ابھی دس سال نہ گذریں گے کہ یہ جگہ عیسائیوں کے قبضہ میں ہوگی۔ اور وہ لوگ اپنی کثرت پر ناز کرتے اور مبایعین کے باطل پر ہونے کی یہ دلیل بیان کرتے تھے۔ کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو :-

"ابھی بمشکل قوم کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے" (پیغام صلح ۵ مئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۳ کالم ۳)

ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی بابت خبر دی لیمزقنھم اسی پر ہی مولوی محمد علی صاحب نے مندرجہ بالا اعتراض ۵ اکتوبر ۱۹۱۵ء کے پیغام صلح میں کیا تھا۔ کہ ہم نے ابھی مخالفت نہیں کی تھی۔ اور ہمارے لئے لیمزقنھم کا الہام پورا ہو گیا۔ حالانکہ یہ ایسی ہی پیشگوئی تھی۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتدا ہی میں یہ الہام ہو گیا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ بڑے زور آور حملوں سے آپ کی سچائی کو دنیا پر ظاہر کرے گا۔ اور اس الہام کے بعد غیر احمدی کم ہوتے گئے۔ اور احمدی بڑھ گئے۔ اسی طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کو خدا نے خبر دی۔ لیمزقنھم یعنی ان کی جماعت کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اور وہ کٹ کر آپ کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپ کے اس الہام کے بعد غیر مبایعین کم ہوتے گئے۔ اور مبایعین بڑھتے گئے۔ اور آخر کار اہل پیغام کے لیڈروں کے اس اعلان پر کہ "ابھی بمشکل قوم کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے" مولوی محمد علی صاحب کو یہ کہنے کی ضرورت پیش آگئی۔ کہ :-

"میں نے کبھی نہیں کہا۔ کہ جماعت کے بیس حصوں میں سے انیس میرے ساتھ ہیں" (پیغام صلح ۵ اکتوبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۴)

اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو بھی مولوی محمد علی صاحب کے محولہ بالا اقرار کی طرح یہ اعتراف کرنا پڑا کہ:-

"اگر آج ان کے (حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ مراد ہیں۔ ناقل) قبضہ میں اتنی بڑی جماعت اور دولت اور جائداد نہ ہوتی۔ تو یہ ان کی پچھلی بے ضرورت یا دوسرے لفظوں میں شیخی بازیاں بھی نہ ہوتیں۔"
(پیغام صلح ۲۱ جولائی ۱۹۳۷ء)

غرض اللہ تعالیٰ نے جو الہاماً آپ کو خبر دی تھی۔ آج خود اہل پیغام کے "امیر" اور غریب اس کے پورا ہونے کے معترف اور اقراری ہیں۔ فالحمد للہ ؛

(۱۰) دسواں نشان

زمانہ خلافت سے پیشتر اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا تھا۔ انک لا تھدی من احببت۔ اس کے کئی معنی یہ ہیں:-

(الف) کہ بعض ایسے عزیز و اقربا اور احبا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں تو تھے۔ مگر مخالف اور احمدیت سے الگ تھے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی خلافت میں وہ احباب اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور کی قوت قدسیہ کے ذریعہ راہ ہدایت پر آجائیں گے۔ اور احمدی ہو جائیں گے۔ چنانچہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب آپ کے مرحوم بڑے بھائی۔ عائلہ کی اولاد۔ تائی صاحبہ۔ عزیز بیگم صاحبہ زوجہ مرزا افضل احمد صاحب مرحوم۔ مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کی بیوی۔ لڑکے لڑکیاں۔ پوتے۔ داماد۔ اور خاندان کے دیگر بہت سے افراد جو احمدیت کے مخالف تھے۔ یہ سب لوگ خلافت ثانیہ ہی میں آپ کے الہام کے مطابق داخل احمدیت ہوئے۔

(ب) انک لا تھدی من احببت کے ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ جن لوگوں کے آپ کے ساتھ دوستانہ۔ محبانہ اور مخلصانہ تعلقات ہیں۔ وہ آپ کی خلافت سے ہرگز برگشتہ اور فرنٹ نہ ہوں گے۔ چنانچہ اگر غور کر کے دیکھا جائے۔ تو جو لوگ خلافت ثانیہ سے پہلے آپ کے ساتھ گہرے تعلقات رکھنے والے تھے۔ غالباً ان میں سے کوئی بھی خلافت ثانیہ سے محروم نہیں رہا۔ پرانے لوگوں میں سے صرف وہی لوگ الگ ہوئے۔ جو پہلے سے ہی بیگانہ تھے۔ اور ان برگشتہ ہونے والوں کا پروپیگنڈا بھی انہیں لوگوں کے خلاف تھا۔ جو کہ من احببت میں شامل تھے۔ کہ وہ معاذ اللہ اندر ہی اندر خلافت ثانیہ کی کوششیں کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے ان دوسرے معنوں کے مطابق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے دوستوں۔ محبوں اور خاص متعلقین کو بھی غیر مبائعین کے پیدا کردہ فتنہ کی رَو میں بہنے سے بچا کر آپ کی بیعت میں شامل کر دیا۔
(تلک عشرۃ کاملۃ)

یہ چند نشانات جو جناب مولوی محمد علی صاحب کے پیش کردہ اور منہ مانگا نشان کے مطابق ہیں۔ بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں۔ اور اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ کے ساتھ ؎

تھوڑے نہیں نشاں جو دکھلائے گئے تمہیں
کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں

ان کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ ان سے فائدہ حاصل کریں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر کا مصداق نہ بنیں ؎

پر تم نے ان سے کچھ بھی اٹھایا نہ فائدہ
منہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ

وما علینا الا البلاغ المبین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؛

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نہایت رنج و افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جو ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک بہت بڑے جید عالم تھے۔ اور جن کے علمی کارناموں کی یاد دنیا کے آخر تک رہے گی۔ ۸ ماہ امان کو شام کے ۸ بج کر ۳۵ منٹ پر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ حضرت مولوی صاحب کا آخری زمانہ کا کارنامہ سنہ ہجری شمسی کی تقویم کی ایجاد ہے۔

حضرت مولانا صاحب اس دفعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ساتھ خدمت قرآن کی غرض سے سندھ تشریف لے گئے تھے۔ اور وہاں کراچی میں ہی بیمار ہو گئے۔ بیماری کے بڑھتے ہوئے حملے کو دیکھ کر حضرت امیر المومنین نے ان کو واپس قادیان بھیج دیا۔ یہاں ۲۸ ماہ تبلیغ کو آپ نور ہسپتال میں داخل ہو گئے۔ جہاں آپ کا علاج پوری سرگرمی سے ہوا۔ مگر کمزوری اور مرض میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ بلکہ روز بروز اضافہ ہوتا رہا۔ اور بالآخر ۸ ماہ امان کو خدا کی مشیت نے ہم سے اس ہمہ علم انسان کو چھین کر اپنے حضور بلا لیا۔ حضرت مولوی صاحب کی وفات ایک قومی صدمہ ہے۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد یہ دوسرا حادثہ جانگداز واقع ہوا۔ اور جو خلا ان بزرگوں کی وجہ سے پیدا ہو چکا ہے۔ اس کے پُر ہونے کی ابھی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولوی صاحب موصوف ایک درویش طبیعت انسان تھے۔ وہ خوبیوں کی ایک کان تھے۔ ان کی وفات کا رنج قادیان میں ہر گھر میں منایا گیا۔ اور خاندان نبوت کے تمام ممبران خصوصاً حضرت ام المومنین مدظلہا العالی نے باوجود اپنی ناسازی طبع کے مولوی صاحب کے بچوں اور بیویوں کے غم میں شرکت فرما کر ان کے صدمہ کو کم کرنے کی سعی فرمائی۔ تمام صحابہ مسیح موعود اور جماعت کے سب افراد کا ان کے مکان پر تانتا بندھا رہا۔ اس موقعہ پر حضرت میر محمد اسحاق صاحب قبلہ نے مولوی صاحب کی سیرت پر ایک لطیف مضمون لکھ کر معزز الفضل میں شائع فرمایا جسے میں بھی یہاں ذیل میں درج کرتا ہوں:-

میری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو جنت کے اعلیٰ مقام پر جوار مسیح موعود علیہ السلام میں نازل فرمائے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین) مولوی صاحب کی سیرت و اخلاق پر الحکم خود اپنی کسی آئندہ اشاعت میں لکھنے کی عزت حاصل کرے گا۔
(ایڈیٹر)

موت العالم موت العالم

ایک عالم کی موت ایک جہان کی موت کے برابر ہے

مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی المناک وفات

از حضرت میر محمد اسحاق صاحب

آہ! نہایت رنج و افسوس سے اس امر کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل سلسلہ عالیہ احمدیہ متوطن موضع حلال پور ضلع شاہ پور ۸ مارچ سنہ ۱۹۴۰ء مطابق ۸ امان سنہ ۱۳۱۹ ہجری شمسی شام کے آٹھ بجکر ۳۵ منٹ پر اس دار فانی سے دار جاودانی کو انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولوی صاحب موصوف پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل اور منشی فاضل تھے۔ سنہ ۱۹۰۸ء کے شروع میں قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے واپس چلے گئے۔ پھر ۱۹۰۹ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ کے عہد میں قادیان آئے۔ اور مدرسہ احمدیہ میں مدرس ہوئے۔ آخر میں جامعہ احمدیہ میں پروفیسر مقرر ہو کر وہاں سے ۱۹۳۹ء میں ریٹائر ہوئے ؛

علمی کمالات

مولوی صاحب موصوف میرے استاد تھے۔ پہلے مولوی اور پھر مولوی فاضل کا امتحان انہی کی شاگردی میں میں نے پاس کیا۔ مرحوم اس قدر علمی اور عملی کمالات کے جامع تھے کہ میری زبان [illegible]

ان کے بیان سے اور میرا قلم ان کے احاطہ سے قاصر ہے۔ اس قدر ذہین اور ہر علم میں کامل اور تمام علوم کی گہرائیوں تک پہنچنے والا بالغ نظر تحریر میں نہایت اعلیٰ انشاء پرداز شاید ہی کوئی شخص ہو۔ علاوہ عربی کے تمام علوم کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں اور سلسلہ احمدیہ کے خصوصی مسائل پر جو عبور مولانا مرحوم کو حاصل تھا۔ کاش مجھے اس کا عشر عشیر بھی حاصل ہو جائے۔ میں نے اس استاد مرحوم سے کبھی اس مسئلہ پر گفتگو نہیں کی۔ مگر اس کے متعلق انہیں ماہر اور راسخ پایا۔ اور ہمیشہ ان کے جواب سے استفادہ حاصل کیا۔

ایک زمانہ میں صوبہ بہار کے شہر مونگھیر میں ایک مشہور خانقاہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف بکثرت لٹریچر شائع ہوا کرتا تھا۔ بالخصوص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشہور اعجازی قصیدہ مندرجہ اعجاز احمدی پر تنقید کے سلسلہ میں جو مواد جمع کیا گیا تھا۔ اگر سلسلہ کی طرف سے اس کا جواب نہ دیا جاتا۔ تو یقیناً ہمارے علم کلام میں نہایت خامی رہتی۔ لیکن علامہ مرحوم نے اس کے جواب میں تنویر الابصار نام ایک کتاب شائع کی۔ یہ کتاب مرحوم کے [illegible]

یعنی نبوت ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بغیر در اصل علامہ مغفور کے کمالات علمی اور کلام موجہ اور انشاء پردازی کی بلند و بالا حیثیت معلوم نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح مسئلہ نبوت کے متعلق مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور کی عمر بھر کی تحریروں سے جو شاندار محاکمہ مرحوم نے ہیج کیا۔ وہ یقیناً بہت ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود فریق مقابل کی بے چارگی پر اظہر من الشمس ہے۔ اسی طرح مصلح موعود کے مسئلہ پر جناب پیر منظور محمد صاحب کے کے بعد جس شخص نے کامیابی کے ساتھ قلم اٹھایا ہے۔ وہ مرحوم ہی کا وجود تھا۔ مرحوم کا دماغ ہر قسم کے علوم سے ذوق رکھتا تھا۔ مثلاً پرانی طرز کے علماء علم حساب کورے ہوتے ہیں۔ یا جغرافیہ کے علم سے انہیں مس نہیں ہوتا یا علم ہیئت جدیدہ سے وہ بے خبر ہوتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ مولانا مرحوم انگریزی نہیں جانتے تھے۔ ان ہر سہ علوم میں بہت دسترس رکھتے تھے۔ بالخصوص علم حساب اور علم تقویم و جنتری سے انہیں خاص شغف تھا۔ یہی سنہ ہجری شمسی جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حکم سے جاری ہوا ہے۔ اس کی ترتیب کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک سب کمیٹی تجویز فرمائی تھی۔ جس کا صدر خاکسار تھا۔ اور مرحوم بھی ایک ممبر تھے۔ مگر سچی بات تو یہ ہے کہ اس سنہ کے اجراء میں تمام کام تحقیقات و ترتیب و استخراج سنین ایام وغیرہ کا صرف۔ اور صرف مرحوم نے کیا۔

. . . . اور ہم باقی ممبران صرف مسودہ پر دستخط کرنے والے تھے۔ اس کام میں مرحوم کی مہارت حساب و ہیئت پر ہم سب حیران تھے۔ مرحوم گو شاعر نہ تھے۔ مگر شعر فہمی اور نکتہ سنجی میں کمال رکھتے تھے۔ جس کلام کو وہ پاس کر دیں۔ پھر کون اس میں نقص نکال سکے۔ گو بسبب بعض عوارض لاحقہ کے مرحوم تقریر کے میدان کے شاہسوار نہ تھے مگر تحریر اور انشاء پردازی اور علمی امور کو جامع و مانع عبارات میں ادا کرنے کے میدان میں آپ گوئے سبقت لے گئے تھے آپ کا تلفظ نہایت درست تھا۔ اور بڑے بڑے عالموں کے تلفظ کی غلطی نکالنے میں ماہر تھے۔

عملی کمالات

یہ تو مرحوم کے علمی کمالات تھے۔ عمل کے میدان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ بے نظیر تھے۔ اور سچ مچ عالم باعمل تھے۔ اور نہایت پرہیزگار تہجد گذار دن اور رات کا بہت سا حصہ قرآن مجید کی تلاوت میں گذارنے والے تھے۔ قریباً ہر سال اعتکاف بیٹھتے رہے ہیں۔ سخاوت طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔ دوستوں سے حسن سلوک ان کی امداد اور ان کی دعوت کرنا ان کا محبوب ترین شغلہ تھا۔ جب موقعہ ملتا۔ بیرونی دوستوں کے پاس سفر کر کے ملاقات کے لئے جاتے۔ دوستوں کی دعوتوں کا شوق حد افراط تک پہنچا ہوا نظر آتا تھا۔ مگر اپنی ذات کے متعلق صبر کا جو نمونہ مرحوم نے اپنا سال تک دکھایا۔ وہ معمولی انسان کی طاقت سے بالا ہے۔ بعض دفعہ پانی سے روٹی کھا لیتے۔ بعض دفعہ دن بھر بھوکے رہتے۔ اور کام میں لگے رہنے کی وجہ سے کھانے کے لئے گھر تک نہ جاتے۔ زیادہ بے تاب ہو جاتے تو بازار سے تھوڑا بہت دودھ پی کر گذارہ کر لیتے۔ غرض آپ کی زندگی نہایت مستغنیانہ تھی۔

اخلاقی کمالات

طبیعت میں نہایت سادگی تھی۔ جو لوگ آپ سے واقف نہ تھے۔ وہ لباس کو دیکھ کر آپ کے اعزاز کو دیکھ سکتے

نہایت خوش خلق تھے۔ میں آپ کا شاگرد تھا۔ مگر ایسا بے تکلف گفتگو اور بے تکلفی کو دیکھ کر ناواقف مجھے استاد اور انہیں شاگرد سمجھ لے۔ تو تعجب نہ تھا۔ انہوں نے کبھی کسی سے عمداً برا سلوک نہیں کیا۔ نہایت خدا ترس اور شر سے بچنے والے تھے۔ طبیعت حد سے زیادہ حساس تھی۔ اعزاز نفس کے خلاف کسی بڑے سے بڑے آدمی کی ادنیٰ سے ادنیٰ بات برداشت نہ کر سکتے تھے۔ مگر جب ایسا موقعہ آتا تو والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس پر عمل کرتے اور وقتی اشتعال طبیعت کو عملی جامہ نہ پہناتے۔

سب سے بے تکلف ملتے۔ طبیعت میں مزاح غالب تھا۔ مگر اوقات کو لغو ضائع کرنے سے ہمیشہ محترز رہتے ہر وقت یا تو مطالعہ کرتے۔ یا کوئی مضمون لکھتے یا قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کے برادران اور حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب سے ادب محبت اور بے تکلفی کا تعلق تھا۔ اور تقریباً سب کے استاد تھے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت سے سفروں میں ہمرکاب رہے۔ کیونکہ ہر قسم کے حوالے ضرورت کے وقت فوراً نکال سکتے تھے۔ اور اس میں کمال حاصل تھا۔ اور حضور اکثر یہ کام مرحوم ہی سے لیتے تھے۔ چنانچہ آخری سفر جو مرحوم نے کیا۔ وہ حضور کے ہمراہ کراچی کا تھا۔ جہاں سے بیمار ہو کر واپس آ کر آپ کا انتقال ہو گیا۔

مرحوم علاوہ ہر قسم کے علم کلام کے قرآن مجید کا ترجمہ کرنے میں ماہر تھے۔ قادیان کے اکثر علماء مبلغین اور عربی علوم کے سینکڑوں طلباء مرحوم سے علمی استفادہ حاصل کرنے کا فخر رکھتے ہیں۔ اور میں تو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے سوا عربی حاصل کرنے میں صرف مرحوم کی شاگردی کا فخر رکھتا ہوں۔ لوگ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے شیخ الکل کے لفظ کو مسیح وقت کی مخالفت کر کے بدنام کر دیا ہے۔ مگر حقیقت میں دیکھا جائے۔ تو قادیان کے علمی طبقہ میں مولانا مرحوم یقیناً شیخ الکل تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے مردوں اور خواتین قریباً سب نے مولوی صاحب مرحوم کی شاگردی کی ہوئی ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور مولانا عبد الرحیم صاحب درد نے جب عربی میں ایم۔ اے کا امتحان دیا۔ تو تیاری مرحوم کی شاگردی میں کی تھی۔ جو شخص مرحوم سے پڑھنے کی خواہش کرتا۔ مرحوم بڑی خوشی سے اسے پڑھانے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ غرض یہ شخص کیا بلحاظ علم اور کیا بلحاظ عمل اور کیا بلحاظ اخلاق ایک بے نظیر انسان تھا۔ و ذالک ما نظن و اللہ اعلم و لا نزکی علی اللہ احداً۔

دیگر حالات

مرحوم نہایت دبلے پتلے تھے۔ آخری عمر میں کھانسی اور سینہ کی کمزوری لاحق ہو گئی تھی۔ جو کراچی جا کر زور پکڑ گئی اور وہاں سے قادیان پہنچ کر انتہائی شدت اختیار کر گئی۔ اور نزال مفرط کھانسی اور حرارت یعنی بوڑھوں کی سل سے آپ کا انتقال ہوا ہے۔ اور اس طرح یہ علوم کا سورج آٹھ امان ۱۳۱۹ ہش کو اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ مرحوم کی عمر غالباً ۷۵ یا ۷۸ سال کی تھی۔ مرحوم کی دو بیویاں اور بہت سے لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔ جو سب کے سب تعلیم یافتہ اور اپنے مرحوم باپ کی طرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخلص ہیں۔

دردمندانہ دعا

مرحوم کی شفقتوں۔ محبت اور محنت سے پڑھانے اور بے تکلفیوں کو یاد کر کے خدا کی قسم کلیجہ منہ کو آتا ہے مگر تقدیر کے مقابلہ میں کیا چارہ۔ ہم سب مردہ بدست زندہ ہیں۔ اور

سوائے دعا کے ہمارے پاس رہ ہی کیا۔ اس لئے اے میرے مولا! تو میرے مرحوم استاد۔ اور اپنے سلسلہ کے بے نظیر خادم کو اپنی مغفرت کی چادر سے ڈھانپ لے۔ اس کے درجات بلند فرما۔ اسے جنت الفردوس میں جگہ عنایت کر۔ اے میرے خدا! وہ تیرے سلسلہ کا ایک رکن تھا۔ جس کی جگہ ہماری کمزور آنکھیں خالی پاتی ہیں۔ اے میرے خدا! تو ہی اپنے سلسلہ کا محافظ ہو۔ اور مرحوم کا بدل عنایت کر۔ اے میرے پیارے آقا! مرحوم کو اپنی رحمت کی آغوش میں لے لے۔ وہ اس دنیا سے خالی ہاتھ گیا ہے۔ ہم سب اس کے شاگرد۔ اس کے رشتہ دار اور اس کے دوست ہیں۔ اسے صرف بین کپڑوں میں مٹی کے فرش پر اندھیرے میں چھوڑ کر منوں مٹی کے نیچے بے سر و سامانی کی حالت میں چھوڑ کر آ گئے ہیں۔ اب تو ہی ان کے نیک اعمال۔ نیک نیتوں اور ہماری عاجزانہ دعاؤں کو اس کے لئے سر و سامان بنا۔ اے میرے آقا۔ اس کی بیویاں اور اس کے لڑکوں اور اس کی لڑکیوں اور دوسرے تمام رشتہ داروں اور دوستوں کو صبر جمیل عطا فرمائیے۔ اور سب کو مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ انہیں اپنی حفاظت میں لے لے۔ تو ہی اس کے اہل و عیال میں اس کا خلیفہ بن کہ تجھ سے بڑھ کر کون غمخواری اور رحمت کر سکتا ہے۔ اے میرے خدا! مرنے والا ہے اکیلا تو ہی اس کا یار ہو۔

لطف مولا آسمان پر حامی و غمخوار ہو۔ اے میرے خدا! تیرے اس سلسلہ کے جو خادم ہیں۔ خواہ وہ عالم ہوں یا حاکم۔ امراء ہوں یا پریذیڈنٹ۔ سیکرٹری ہوں یا عہدیدار مصنف ہوں یا لیکچرار۔ یا کسی اور طرح خدمت کرنے والے ہوں۔ اور اس سلسلہ کی نیکنامی کا باعث ہوں۔ اے میرے خدا! تو ان سب کو عزت دے۔ برکت دے۔ عافیت میں رکھ۔ اور دین و دنیا کی برکات سے مالا مال فرما۔ اور جب تو انہیں اپنے پاس بلائے۔ تو اے میرے خدا! ان کا نعم البدل سلسلہ کو عطا کر۔ تاکہ تیرا یہ سلسلہ جس کو یقیناً تو نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے۔ ایسا باغ نہ ہو جائے۔ کہ جس کے درخت خشک ہو گئے ہوں۔ اور اے میرے خدا! میں بھی تیرا ایک ناکارہ بندہ ہوں۔ تو مجھے توفیق عطا فرما۔ کہ میرا اٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ آنا جانا۔ غرض ہر حرکت و سکون تیری عبادت۔ تیرے سلسلہ کی نصرت۔ اور تیری مخلوق کی خدمت کے لئے وقف ہو۔ اور مجھ ناکارہ سے ایسے کام لے کہ جن سے میری عاقبت درست ہو جائے۔ یہی میری خواہش اور یہی اے قادر مطلق تجھ سے امید ہے۔ اور ہم سب تیرے سلسلہ کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ گو ہم سراسر غلط کار ہیں مگر اے خدا! ہماری اس طرح اصلاح فرما۔ کہ دشمن کی شماتت کا نشانہ نہ بنیں۔ بلکہ ؎

تا نہ خوش ہو دشمن دیں جس پہ ہے لعنت کی مار

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی سیرت مطہرہ سے ایک امر قابل توجہ نوجوانان جماعت احمدیہ

(جناب مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل کی قلم سے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ہمارے ایمان کے مطابق خدا تعالیٰ کی طرف سے موعود خلیفہ ہیں۔ آپ کے متعلق حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی ایک پیشگوئیوں میں وعدہ دیا۔ مثلاً کسی موقعہ پر تو آپ نے یتزوج ویولد لہ کے مبارک الفاظ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا ذکر فرمایا۔ اور کسی موقعہ پر یکون لی آخر الزمان خلیفۃ .... کے مبارک الفاظ میں ذکر فرمایا۔ کہ تبلیغی میدانوں میں آپ بے دریغ روپیہ خرچ کریں گے۔ اور کسی موقعہ پر آپ نے مہدی آخر زمان کا ذکر فرماتے ہوئے علےٰ مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یوطن اوّل محمداً کما وطنت قریش۔ کے الفاظ میں ذکر فرماتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مظفر و منصور ہونے کی پیشگوئی فرمائی۔

پھر اولیاء اُمت نے بھی مہدی آخر الزمان کے ذکر میں آپ کے متعلق پیشگوئی کی ہے۔

ان سب کے آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے اپنی مقدس وحی میں آپ کے متعلق بارہا ذکر فرمایا۔ اور اس تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ کہ شاید ہی کسی نبی اور ولی کے متعلق اس تفصیل سے ذکر موجودہ کتب میں موجود ہوگا۔ وہ تفصیل بھی ایسے رنگ میں ہے۔ کہ جس سے امیر المومنین ایدہ اللہ کی سیرت مقدسہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ کسی وحی میں آپ کے ایمان و اتقاء۔ کسی وحی میں آپ کے علوم قرآنیہ میں ماہر ہونے۔ کسی وحی میں آپ کے اپنے جملہ مقاصد میں کامیاب ہونے۔ کسی وحی میں قوموں کی رستگاری کسی وحی میں آپ کے ذریعہ اسیروں کی آزادی کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہے۔

مجھے یقین ہے۔ کہ مختلف حضرات اہل قلم نے جوبلی کے موقعہ پر الفضل و الحکم و فاروق وغیرہ اخبارات و رسائل میں اپنے اپنے علم کے مطابق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی سیرت مقدسہ مختلف پہلوؤں پر مضامین لکھکر ثواب حاصل کیا ہے۔ مجھے میرے ایک محسن نے اس موقعہ پر تحریک فرما کر الدال علی الخیر کے قاعدہ کے رنگ میں ثواب حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں اجر دے۔ آمین۔ میں نے مناسب سمجھا۔ کہ جماعت احمدیہ کے طرہ امتیاز کام "تبلیغ اسلام" میں جس امر کی اشد ضرورت ہے۔ اور جس امر کو نوجوانوں میں پیدا کرنے کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بارہا ارشاد فرما چکے ہیں۔ اور اپنا اسوہ حسنہ بھی بیان فرما چکے ہیں۔ اس امر کے متعلق کچھ تحریر کر کے ثواب حاصل کروں۔

فارسی زبان میں مثل مشہور ہے۔ کہ خفتہ را خفتہ کے کند بیدار یعنی جو خود سویا ہوا ہے۔ وہ دوسرے کو کیسے بیدار کر سکتا ہے۔ آج "تبلیغ اسلام" جیسے مقدس کام میں یہی ضرب المثل کام فرما ہے۔ مسلمانوں نے قرآن کریم پر غور و تدبر کرنا چھوڑ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ میدان استدلال میں گر گئے۔ اور عیسائیوں اور آریوں کے اعتراضوں کا جواب نہ دے سکنے کی وجہ سے ہزارہا مسلمان ہندوؤں اور عیسائیوں کی آغوش میں چلے گئے۔ مگر جونہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ عیسائی آریہ حملہ آوروں کو لینے کے دینے پڑ گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد پورا ہوتا ہوا ہر مخالف نے دیکھا۔ کہ ؎

اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کے کھانیکے دن

جماعت احمدیہ کی میدان استدلال میں دوسری قوم پر کامیابی کا یہی راز ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لائے ہوئے جدید علم کلام پر ان کے اعتقادات کی بنیاد ہے۔ آج احمدی جماعت کا کوئی فرد دوسرے مذاہب کے کسی عالم کے مقابل پر اس غلطی کی وجہ سے زک اٹھاتا ہے۔ کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کی کتب کا مطالعہ نہیں کیا ہوتا۔ اور اس کے مقابل پر جن لوگوں نے ان کتب کا مطالعہ ہوتا ہے۔ وہ بلا دریغ ہر میدان میں بڑے وثوق سے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی وجہ سے اپنے وابستگان دامن کو اس امر کی تنبیہہ فرمائی ہے۔ کہ جو شخص کم از کم تین دفعہ ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ مجھے اس کے ایمان کے متعلق شبہ ہے (سیرۃ المہدی)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بارہا اس امر کی تاکیدی ہدایت فرمائی ہے۔ کہ نوجوانوں کو مطالعہ کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اور دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کوئی ایک وقت اس امر کے لئے مخصوص کر دینا چاہیئے۔ جس میں وہ خالی الذہن ہو کر کسی نہ کسی کتاب کے چند اوراق کا مطالعہ کر کے اپنے علم میں زیادتی کرتے رہیں۔

اور اس ضمن میں آپ نے اپنا اسوہ حسنہ بھی کئی دفعہ بیان فرمایا ہے۔ کہ آپ بھی ضرور ایسا مطالعہ کرنے کے عادی ہیں۔ اور کو خواہ سونے سے قبل ہی ہو۔ آپ ضرور کسی نہ کسی کتاب کا مطالعہ فرماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جس کسی علم کے متعلق آپ کو کسی بڑے واقف سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ آپ نے اس ماہر شخص پر بھی یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ اس سے زیادہ آپ نے اس فن میں کتابیں مطالعہ کی ہیں۔ اور ایسے امور کا تذکرہ الفضل کے کالموں میں بھی بارہا آ چکا ہے۔ اور حضور کے وہ جاں نثار خادم جنہیں خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضور کی خدمت میں اپنے حضور کی اقتدا میں نمازیں ادا کرنے کی نو وارد ماہر فن سے پرائیویٹ ملاقاتوں کے وقت حاضری کا موقعہ ملتا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ بفضلہ تعالےٰ کس شرح و بسط کے ساتھ حضور گفتگو فرماتے ہیں۔ کہ دوسرا شخص حیران و ششدر رہ جاتا ہے۔ اور اُسے یہ اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ میں نے اس فن میں ابھی ان کتب کا مطالعہ نہیں کیا۔ یہ وسیع واقفیت نہ صرف دنیوی علوم کی کتب کے متعلق ہے۔ بلکہ دینی علوم کی کتب کی واقفیت رکھنے والے بھی جانتے ہیں۔ کہ وہ لوگ اس تبحر ذخار میں بھی حضور کے مقابل پر گویا کنارے پر کھڑے ہیں۔ جن لوگوں کو حضور کی خدمت کا کسی نہ کسی رنگ میں موقعہ ملا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ گرمی کے دنوں میں لالٹین کو شمع کے پاس بیٹھے ہوئے آپ مطالعہ فرماتے ہیں۔ جبکہ دوسرے لوگ خواب استراحت میں ہوتے ہیں ٭

آہ! مولانا محمد اسماعیل صاحب رضؓ مرحوم

از حضرت مفتی محمد صادق صاحب

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب رضؓ کی وفات ہمارے لئے ایک قومی صدمہ ہے۔ ان کی جدائی کے سبب ہمارے دل حزیں اور ہماری آنکھیں پُر آب ہیں۔ ایک ایسے بے نفس جیّد عالم با عمل کا ہمارے درمیان ہونا ہماری زندگی کا ایک سہارا تھا۔ اور ان کا ایسا جلدی اُٹھ جانا ہمارے لئے ایک اندوہناک سانحہ ہے۔ تاہم اللہ تعالےٰ کی قضا پر ہم راضی ہیں۔ اور اس کے فضلوں کی رحمت سے ہم امیدوار ہیں۔ کہ علم و فضل میں اُن کے بہت سے وارث اس جماعت میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو اُن سے بھی بڑھ کر خدمات دین میں حصہ لینے کی توفیق پاتے رہیں گے۔ حضرت مولانا رضؓ کو جو اخلاص و محبت حضرت رسولِ پاک محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھی۔ وہ ان کی تصانیف درود شریف اور محامد خاتم النبیین سے ظاہر ہے۔ مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں گویا زبانی یاد تھیں۔ اور جو مسئلہ درپیش ہوتا۔ وہ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے فوراً حوالجات نکال دیتے تھے۔ اہل پیغام کی اصلاح کے واسطے جو کتابیں انہوں نے لکھیں۔ ان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں سے اور خود مولوی محمد علی صاحب کی اپنی تحریروں سے لاجواب حوالجات پیش کئے۔ جن کا حقیقی جواب جب مولوی محمد علی صاحب سے نہ بن سکا۔ تو انہوں نے مولانا موصوف کو بہت سی گالیاں سنائیں۔ اور بُرا بھلا کہا۔ یہ سب کچھ مرحوم نے صبر کے ساتھ برداشت کیا۔ اور کبھی گالی کے عوض میں گالی نہ دی۔ بلکہ نہایت متانت کے ساتھ عقلی اور زیادہ تر نقلی دلائل پیش کئے۔

مرحوم کو خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام افراد کے ساتھ خاص محبت تھی۔ اور اپنے رنگ میں ہر ایک ممبر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت کے واسطے کمربستہ رہتے تھے۔ مرحوم کے ساتھ میرا تعلقِ محبت قدیم سے تھا۔ وہ صرف میرے اصحاب مسیح موعود میں سے ہونے کے سبب میرا اس قدر احترام کرتے تھے۔ کہ میں شرمندہ ہو جاتا تھا۔ مرحوم کا وجود بہت ہی قابلِ قدر تھا۔ اللہ تعالےٰ انہیں جنت میں اعلیٰ مقامات اور بڑے درجات عطا کرے۔ اور انکی اولاد کو ان کے نمونہ پر علم و فضل و اعمال صالحہ میں قائم اور دائم رکھے۔ آمین ٭

چندہ کی برکات اور میرا ذاتی تجربہ

بار ثانی جب میں بابو اللہ دتا صاحب سب پوسٹ ماسٹر کی جگہ تبدیل ہو کر قادیان آیا۔ ۱۹۰۰ء-۱۹۰۱ء تھا۔ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا تھا۔ مخالفت تو بہت چاروں اطراف سے ہو رہی تھی۔ اور میرا قدم بھی انہیں مخالفوں میں تھا۔ خیر یہ حال تو طویل ہے۔ جو پھر عرض ہو گا۔ ۱۸۸۳ء میں جب حضور تمام کچھ اپنا آپ اللہ تعالےٰ پر فدا کر کے اپنے آپ کو نیست و نابود کر لیا ہوا تھا۔ تب میں پہلے پہل دس روپیہ کا سب پوسٹ ماسٹر بن کر قادیان گیا تھا۔ پھر طوالت سے قلم کو روک کر اور مدعا چندہ کا لکھتا ہوں۔ کہ میں عـ۱۲ـہ تنخواہ پاتا ہوا فتح گڈھ گیا۔ اور وہاں سے عـ۱۵ـہ ترقی پر سری گوبند پور تبدیل ہو کر گیا۔ تب وہاں پہنچتے ہی وہ ڈاک خانہ عـ۱۲ـہ کا ہو گیا۔ حیرانگی ہوئی۔ کہ اللہ میاں میرے عـ۵ـہ سے عـ۵ـہ ہونے نہیں پاتے معلوم نہیں۔ کہ پھر کیا شامت اعمال میرے گناہوں کی ہے۔ الصبح جب میں میز کرسی لگا کر ڈاک خانہ سری گوبند پور میں بیٹھا۔ تو اتفاقیہ کشتی نوح کا ہی ورق میرے ہاتھ فرشتہ نے دیدیا۔ کہ جو چندہ نہیں دیتا۔ وہ بھی میری جماعت میں نہیں۔ بس یہی بات میرے دل میں میخ آہنی کی طرح دھس گئی۔ کہ تو تو چندہ دیتا ہی نہیں۔ تو جماعت میں تو کیسے ہوا۔ بلکہ تو نافرمانی کرتا ہے۔ اسی دن شام یا عشاء کی نماز میں بہت زاری درد دل سے بارگاہ عالی اللہ تعالیٰ میں دعا کی دا ے رب رزاق میرے تو اپنی جناب والا سے میری ترقی کرنے۔ تو میں ۸ر چندہ بلا تامل ماہ بماہ ادا کر دیا کروں گا۔) ترقی عـہ روپیہ اور چندہ ۸ر۔ اللہ اکبر لکھتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ مگر اس کے فضل اور میرے پیشوا کی دعا جو ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ مگر فیضان ہو کر ایک ہی گیا۔ بلکہ میرا وہاں پر وارد ہونا بھی مطابق پیشگوئی حضور کے تھا۔ جس کے راوی میرے شفیق مفتی محمد صادق صاحب ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ چندہ کیا بلکہ پارس ہے۔ اور میں چلا چلا کر کہتا ہوں۔ کہ یہ چندہ جو ہم لوگ حضور کے ارشاد پر ادا کرتے ہیں۔ آسمانی ہے۔ اسی رات بوقت تہجد دیکھتا ہوں دکہ ایک وسیع باغ بختہ ویرانی اور بوٹے تمام خشک۔ جن میں سے پھوٹ پھوٹ کر شگوفے سبز نکل رہے ہیں۔) صبح بعد نماز اپنی مرحومہ بیوی کو کہتا ہوں کہ میری دعا و گریہ زاری کی اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و رحم سے اٹھا لی ہے۔ اور آسمان پر حکم ہو چکا ہے۔ بستر ے باندھ رکھو۔ اللہ صاحب کے فضل و رحم سے دوسرے یا تیسرے مہینہ حکم عـ۱۵ـہ ترقی کا آگیا۔ ۸ر ماہوار چندہ ماہ بماہ حضور کے نام یا دو ماہ کا ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر لگاتار بھیجتا رہا۔ ابھی وہاں پر دو سال شاید پورے بھی نہیں ہوئے تھے۔ پھر التجا اللہ صاحب کی بارگاہ عالی میں کی۔ دکہ اے میرے پیارے اللہ اگر تو اپنے پیارے مسیح موعود کے ارشاد پر ایک روپیہ چندہ کا دینا پسند کرتا ہے۔ تو اور عـ۱۵ـہ ترقی بھی تیرے ہاتھ مبارک میں ہے۔ ویسی پھر بشارت اللہ تعالےٰ نے دی۔ چند یوم بعد عـ۱۵ـہ کا حکم شاہدرہ کے لئے مل گیا۔ شامت اعمال گناہاں کہ وہاں جا کے گریڈ میں چندہ وغیرہ تین ماہ یاد خیال سے اُٹھ گیا۔ رات حضرت مسیح موعودؑ میرے پاس تشریف لائے۔ اور کمرہ تمام نوراً علیٰ نور ہو گیا۔ دوسری کرسی پر میرے ساتھ بیٹھے ہوئے موڑ کرسی جھول جھول کر فرماتے ہیں۔ (منشی جی چندہ کیوں بند کر دیا۔ یہ تو عمر کا بیمہ تھا۔) تین دفعہ اشارہ کر کے حضور نے یہ الفاظ فرمائے۔ بد قسمتی صبح خواب سے بیدار ہو کر دو ماہ کا چندہ دیا۔ ایک ماہ کا پھر رہ گیا۔ تھوڑے دن کے بعد حکم آگیا کہ ایک سینیئر تم سے فوقیت رکھتا ہے۔ اس کی اپیل پر تم واپس عـ۱۲ـہ کی اسامی پر چلے جاؤ۔ اللہ اکبر اگر میں چندہ سے غافل نہ ہوتا۔ تو اللہ تعالےٰ کے پاس تمام قسم کے اسباب تیار تھے۔ پھر ۸ر چندہ اور ۸ر جرمانہ نفس طالح پر رکھ دیا۔ اللہ صاحب نے پھر جگہ چالیس کی بخشدی۔

(خاکسار نظام الدین ریٹائرڈ سب پوسٹ ماسٹر از نبی پور والد شکر الٰہی سب پوسٹ ماسٹر ننکانہ صاحب)

ملکانہ نو مسلموں کا ایک قافلہ جو آگرہ سے قادیان تک پیدل آیا تھا

(مولوی افضال احمد صاحب قریشی سابق مبلغ سندھ کی قلم سے)

خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے محمد عربی کے دین یعنے اسلام میں مجھ کو پیدا کیا۔ اور احمد قدیؐ کے سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق بخشی۔ پھر حضرت محمود امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بیعت کا بھی مجھے شرف بخشا۔

میں نے حضرت محمود کی ۲۵ سالہ جوبلی بھی دیکھی۔ اور ایسی دیکھی۔ کہ اب کوئی تقریب اس کے مقابل نہیں معلوم ہوتی۔ سلسلہ کی تبلیغ کا بھی مجھ ناچیز کو اللہ نے موقع بخشا۔ اور ایسی جگہ بخشا۔ جہاں مخالفین اسلام جم غفیر کے ساتھ صف بند تھے۔ خدا نے وہاں عین قلب کفر میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پرچم حضرت امیر المومنین کی موجودگی میں مجھے نصب کرنے کا شرف بخشا۔ اور ۱۹۳۲ء میں سالانہ جلسہ پر مجھے ایک عجیب قوم (قوم ملکانہ جو اسلام سے بہت ہی کم واقفیت رکھتی تھی) کا قافلہ قادیان لانے میں کامیابی ہوئی۔ اس قافلے کے لانے میں جو مشکلات درپیش ہوئیں۔ اور خدا نے جو نصرت اس قافلہ کے یہاں پہنچانے میں فرمائی۔ اس کا حال ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں مختصر درج کیا جاتا ہے۔

ایک دفعہ خدائی تحریک کے ماتحت میرے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ ملکانہ قوم کے کچھ دوستوں کو قادیان جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لے چلنا چاہیئے۔ تاکہ یہ لوگ وہاں اسلامی خوبیوں کے نظارے سے مستفیض ہوں۔ اور ان کے دل میں اسلام کی محبت جاگزیں ہو جائے۔ لوگوں میں میں نے اس خیال کا ذکر کیا۔ تو ایک درجن احباب راضی ہو گئے۔ چونکہ یہ ایک غریب قوم ہے۔ اور ریل سفر کا خرچ برداشت سے باہر تھا اس لئے پیدل ۵۰۰ میل سفر کا عزم کر لیا گیا۔ یہ قافلہ مقام سانڈھن ضلع آگرہ سے چلا۔ اس وقت ہر شخص ہم میں سے فرط خوشی سے سرشار نظر آ رہا تھا کیونکہ اپنے کرشن ثانی کی نگری کی زیارت۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت بزرگان دین کی تقاریر۔ اور سب سے بڑھ کر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زیارت کا شوق ہر ایک احمدی کے دل میں گدگدیاں لے رہا تھا۔ ہم لوگ وہاں سے کلمہ شہادت اور غلام احمد کی جے کا نعرہ لگاتے ہوئے روانہ ہوئے۔ بہت سے ٹریکٹ بھی ساتھ لے لئے گئے تھے جو راستہ میں مناسب موقعہ پر بانٹے گئے۔ ایک جھنڈا بھی ہمارے قافلہ کے ساتھ تھا۔ جس پر ایک جانب کلمہ شہادت ہماری فتح۔ ہمارا غلبہ۔ غلام احمد کی جے۔ دوسری جانب قافلہ نو مسلم راجپوت لکھا ہوا تھا۔ یہ قافلہ متھرا کے اطراف ایک قصبہ میں بنام چھاتا میں جب پہنچا۔ تو ایک نوجوان کی طبیعت علیل ہو گئی۔ اور بیماری ہیضہ کی حالت میں تبدیل ہو گئی۔ وہاں ایک مسجد میں قیام کیا گیا۔ بساندھن سے خاکسار نے کچھ ادویات بھی لے لی تھیں۔ جن کے انچارج ایک دوست بنام دوست محمد سابق بیگھ سنگھ تھے۔ ان صاحب نے بہت کوشش سے علاج کیا۔ سب صاحبان تھکے تھے سو گئے۔ مگر ہم دونوں مریض کے پاس جاگتے رہے اور دعائیں کرتے رہے۔ بالاخر خدا خدا کر کے مریض کو نصف شب کے قریب افاقہ معلوم ہوا اور نیند آگئی۔ ہم دونوں بھی تھکے ماندے تھے ہی سو گئے۔ صبح اٹھے مریض کو مسجد کے باہر ٹہلتے دیکھا۔ اس سے حالت دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کچھ شکایت باقی نہیں رہی۔ خدا کا شکر بجا لایا۔ اور سب لوگ اس کرشمہ الٰہی سے حیران ہو گئے۔ پھر ہم وہاں سے چل دیئے۔ ایک رات ایک مقام بنام ہوڈل میں قیام کیا۔ وہاں کے لوگوں نے ہمیں مسجد میں ٹھیرایا۔ لیکن تقریباً آٹھ بجے شب کو جب ہمارے جھنڈے پر غلام احمد کی جے لکھا ہوا دیکھا۔ تو ملانوں کو خبر کر دی۔ اور عوام کو مشتعل کر دیا۔ سب لوگ ہمارے پاس جمع ہو کر آئے۔ اور کہا۔ تم قادیانیوں نے ہماری مسجد کو ناپاک کر دیا ہے۔ بہتر ہے۔ یہاں سے فوراً اسی وقت چلے جاؤ۔ رات کے ۱۱ بجے تھے۔ سخت سردی تھی۔ ایسی حالت میں بڑی پریشانی کا سامنا تھا۔ مجبوراً مسجد کو چھوڑنا پڑا۔ جب سڑک پر آئے۔ تو ایک موٹر کھڑی ہوئی تھی۔ ڈرائیور نے محبت سے کہا۔ آپ لوگ ہماری موٹر پر چلیں۔ کرایہ میں رعایت بھی کر دی جائیگی ہم لوگ موٹر میں بیٹھ گئے۔ اس شدت کی سردی سے خدا نے ہمیں اس طرح نجات بخشی۔ موٹر میں بیٹھنے سے ہمیں ایسا معلوم ہوا کہ گویا ملائکہ نے ہمیں گود میں لے لیا ہے۔ موٹر نے ہمیں فوراً موضع پرول تک پہنچا دیا۔ جہاں ہم نے باقی رات قیام کیا۔ پرول سے حسب معمول علی الصبح پیدل روانہ ہوئے۔ اور بلب گڑھ ہوتے ہوئے فرید آباد پہنچے۔ وہاں سرائے میں قیام کیا گیا۔ اس مقام پر ایک غیر مبائع صاحب نے آ کر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ احتمال تھا۔ کہ غیر مبائع صاحب کی شرارت سے وہاں (سرائے) سے بھی نکلے جاتے۔ مگر سرائے والوں پر غیر مبائع صاحب کی باتوں کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ غرض وہاں رات گذار کر آگے چل دیئے۔

اور چلتے چلتے دہلی حضرت نظام الدین اولیاء کی درگاہ تک پہنچے۔ زیارت کی دعا فاتحہ پڑھ کر پہاڑ گنج (دہلی) پہنچ گئے۔ دن میں شاہی مسجد دیکھی۔ اور دہلی کی مخلص جماعت احمدیہ سے ملکر قافلہ والوں کی طبیعت بہت خوش ہوئی۔ پھر سبزی منڈی میں جناب نعمت اللہ خانصاحب برج انسپکٹر کے کیمپ میں پہنچے۔ خانصاحب نے ہمارے پروگرام کو دیکھکر بتایا کہ قافلہ ٹھیک جلسہ کے وقت دارالامان بوجہ کافی بعد مسافت نہیں پہنچ سکتا۔ اسلئے ان کے مشورہ سے پروگرام میں تبدیلی کی گئی۔ انہوں نے مشورہ دیا۔ کہ راجپورہ سے لدھیانہ تک ریل میں سفر کیا جائے۔ تو وقت پر قافلہ پہنچ سکتا ہے۔ اور انہوں نے ہی قافلہ کے ریل کے سفر کا خرچ از راجپورہ تا لدھیانہ

اپنی جیب سے عطا فرمایا۔ غرض ہم دہلی سے حسب معمول پیدل پانی پت کرنال ہوتے ہوئے انبالہ پہنچے۔ انبالہ میں جناب بابو عبدالحمید صاحب نے سارے قافلہ والوں کی حجامت اور کپڑوں کی صفائی اور غسل کا نہایت تسلی بخش انتظام فرمایا۔ اس کے بعد چلتے چلتے راجپورہ پہنچے۔ راجپورہ سے لدھیانہ تک ریل میں سفر کیا۔ لدھیانہ میں آکر بیت الدعا (جہاں حضرت احمد مسیح و مہدی زمان نے سب سے پہلے بیعت لی تھی۔) میں سب نے ملکر دعا کی۔ اس کے بعد لدھیانے سے حسب معمول پیدل سفر پھر شروع ہوا۔

لدھیانہ سے دو تین میل اس طرف دو چار غیر احمدی مسلمان صاحبان برلب سڑک بیٹھے ہوئے تھے۔ قافلہ کو دیکھکر ہم لوگوں سے دریافت کیا۔ اُن کو بتلایا گیا۔ کہ یہ قافلہ قادیان مہدی زمان کے دربار میں زیارت کے لئے جا رہا ہے۔ وہ لوگ نومسلمین ملکانوں کو دیکھکر حیران ہو گئے۔ کہ یہ لوگ اتنی دور سے پیادہ سفر کرتے ہوئے قادیان جا رہے ہیں۔ اُن صاحبان سے تقریباً ایک میل اور اس طرف ہمارا قافلہ جب پہنچا۔ تو انہوں نے اپنے میں سے کسی شخص کو شاید دو روپے دیکر ہمارے پاس سائیکل پر بھیجا۔ اور کہا۔ کہ یہ روپیہ نومسلموں کی مٹھائی کے واسطے ہے۔ ان کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اور ہم چلتے چلتے پھگواڑہ پہنچے۔ وہاں کے غیر احمدیوں نے ہمارا جھنڈا دیکھکر ہمیں بہت گالیاں دیں۔ اور ہم پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر وہاں کے ہندوؤں نے ہمدردی دکھائی۔ اور مخالفین کو شرارت سے روکا۔

اس طرح چلتے چلتے جالندھر آئے۔ یہاں نعمت اللہ خانصاحب سشن جج اور بابو عبدالحی پوسٹ ماسٹر صاحب نے ہمدردی سے قافلہ کو ہر قسم کا آرام پہنچایا۔ جالندھر سے حسب معمول چلتے چلتے جب قافلہ ٹانڈہ سے بیٹھانا ندی میانی آ رہا تھا۔ راستہ میں اُس اطراف کے کافی تعداد میں احمدی احباب ملے۔ جو جلسہ میں شمولیت کے لئے قادیان ہی کی طرف آ رہے تھے۔ اُن سے ملکر بہت خوشی ہوئی۔ اور جب بیٹھانا ندی میانی مقام پر پہنچے۔ تو شیر محمد صاحب جج سرشتہ پور سے مع اپنے اہل وعیال کے قادیان آ رہے تھے۔ انہوں نے ہمارے قافلہ کے جوش کو دیکھکر محبت سے ہمارے قافلہ کی دعوت کی۔ بہت سے احباب جو قادیان آ رہے تھے۔ اُن سے ملکر اب قافلہ کافی بڑا ہو چکا تھا۔ جمعہ کا دن تھا۔ سب لوگوں نے جمعہ کی نماز ملکر پڑھی۔ اس وقت ایک عجیب نظارہ تھا۔ اس کے بعد ہم چلتے چلتے دریائے بیاس پر پہنچے۔ جہاں ہمارے قافلہ والوں نے دعا کی۔ کہ اللہ تعالیٰ جیسا تو نے اپنے مسیح موعود مہدی معہود احمد قدنی علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا۔ کہ قادیان کی بستی کو بیاس تک بڑھاؤں گا۔ تو اے پروردگار ہم ناچیز دعا کرتے ہیں۔ کہ اس جگہ بیاس کو آئندہ سارے قافلہ والوں کے اترنے اور ٹھیرنے کے لئے بہت ہی دلکش مقام بنا اور یہیں سے لوگ قادیان کی بستی میں داخل ہو جائیں۔ اور یہ بھی دعا کی اے خدا تو اس راستے سے بہت بڑے بڑے قافلے گذار دے۔ چنانچہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ حضور امیر المومنین کی خلافت جوبلی کے موقع پر اسی بیاس کے راستے سے بہت سے بڑے بڑے قافلے جھنڈا لئے ہوئے آئے۔

بیاس سے چلکر ۲۵ دسمبر کو تقریباً ۳ بجے سہ پہر کو قافلہ دار الامان کی گلیوں سے گذرتا ہوا بہشتی مقبرہ مزار حضرت مہدی پر پہنچا۔ وہاں میں قافلہ کے ساتھ خوب اور دیر تک دعا کرتا رہا۔ عصر کی نماز کے بعد مسجد مبارک میں حضور امیر المومنین نے قافلہ کو شرف ملاقات بخشا۔ اور حضور کی خدمت میں یہ منظوم ایڈریس سب نے ملکر پڑھا۔

برنج باتی میں ہم سارے دیارِ یار میں آئے
مسیحِ احمدِ یثرب کی ہم سرکار میں آئے
زہے قسمت کہ ہم داخل ہوئے اسلام میں حق کے
وسیلے سے مسیح کے زمرہ ابرار میں آئے
غریقِ بحرِ ظلمت اور ضلالت ہو چکے ہم تھے
بچایا ہم کو مہدی نے خدا کے دار میں آئے
پیادہ پا کنھیا کے نگر سے ہم یہاں آئے
اشاعت دین کی کرتے ہوئے اخیار میں آئے
چلے سادھن سے ہم ہیں اور ہمارا دیس یوپی ہے
زیارت کے لئے محمود کے دربار میں آئے
خدا کے فضل و رحمت سے بخیر و عافیت پہنچے
سنانے مژدہ مہدی جگت سنسار میں آئے
نزولِ مہدی حق سے ہوئی کایا پلٹ عارف
ضلالت سے نکل کر ہم کھلے انوار میں آئے

حضور نے ایڈریس سنا۔ بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا طریقہ تبلیغ بہت اچھا رہا۔ اب آپ لوگ مہمانخانہ میں آرام کریں۔ حضور کے ان شفقت آمیز کلمات سے ہم سب بہت ہی خوش ہوئے۔ اور ملکانے حضور کے چہرہ انور کو دیکھکر کہنے لگے۔ کہ خدا نے ہم کو سچے ہادی سے آج ملا دیا۔

راستہ میں اللہ تعالیٰ نے جس طرح اس قافلے کو مدد فرمائی۔ اور جو جو نظارے اس کی تائید کے دیکھ پڑے۔ اُن سے قافلے کے ایمان میں بڑی ترقی ہوئی۔ اور اُس قادر کی حمد کرنے کا خوب موقع ملا۔ ایک ملکانہ بنام سردار خاں صاحب تو اتنے دلدادہ اس مقام کے ہوئے۔ کہ انہوں نے پھر یہاں سے واپس جانا ہی نہ چاہا۔ اب یہیں انہوں نے اپنے عیال و اطفال کو بلا لیا ہے۔ راستہ میں جن صاحبان نے قافلے کے ساتھ ہمدردی کی۔ اور اس کی مدد فرمائی۔ اُن کے اسمار گرامی حسب ذیل ہیں:۔ سب سے پہلے ڈاکٹر عبدالحی صاحب۔ سیٹھ اللہ جوایا صاحب۔ ان صاحبان نے قافلہ کے چلتے وقت بھی مدد فرمائی تھی۔ راستے میں ڈاکٹر عبدالکریم صاحب نے بمقام متھرا اور بابو محمد عمر صاحب نے دہلی میں۔ پانی پت میں شیخ یعقوب علی صاحب نے۔ کرنال میں نذیر الاسلام صاحب مینجر محکمہ زراعت نے شاہ آباد میں ڈاکٹر عبد اللہ صاحب نے جو آجکل یہیں رہتے ہیں۔ اور دیگر احباب بھی تھے۔ جن کا نام افسوس ہے اس وقت یاد نہیں رہا۔ ان سب کے لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ اور ناظرین بھی دعا فرمائیں ؂

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اولڈ بوائز تعلیم الاسلام ہائی سکول سے خطاب

برادرم مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جب سے بجلی قادیان میں آئی ہے مجھے اس بات کا خیال تھا۔ جس طرح ہو سکے ہائی سکول کے چاہ میں بجلی کا پمپنگ سٹ لگا لیا جائے۔ تاکہ باغ اور فیلڈوں کی حالت بہتر ہو سکے۔ گذشتہ سال خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں اس بات کی توفیق ملی۔ کہ ہم نے نہ صرف چاہ میں بجلی کا پمپنگ سیٹ لگوایا۔ بلکہ سکول اور بورڈنگ کے احاطہ میں اپنا وائرنگ کروا کر بلک سپلائی کی منظوری حاصل کی۔ اور اس طرح بہت کم نرخ پر روشنی اور موٹر کے لئے بجلی کی طاقت کا انتظام ہو گیا۔ احاطہ سکول میں موٹر پمپ لگنے سے قبل بذریعہ رہٹ پانی لیا جاتا تھا۔ مگر رہٹ کے ذریعہ ہمیں صرف پندرہ سو گیلن فی گھنٹہ پانی مل سکتا تھا۔ اور یہ پانی باغ اور درختوں کی ضروریات کے لئے کافی نہ ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ بورڈران کو بھی پانی کی قلت رہتی تھی ؂

اس وقت سکول کے چاہ میں پمپنگ سٹ لگنے سے ہمیں فی گھنٹہ دس ہزار گیلن . . . . . . کے قریب پانی مل رہا ہے۔ اور اس وجہ سے نہ صرف باغ کی حالت آگے سے بہتر ہو گئی ہے۔ بلکہ احاطہ سکول کے تمام درختوں کو وافر پانی مل رہا ہے۔ اور حسب ضرورت کھیلنے کی فیلڈوں کو بھی پانی دیا جاتا ہے۔ بورڈنگ کے رہنے والے طالب علموں کو جو پانی کی قلت رہتی تھی۔ وہ دور ہو گئی۔ اور اب ان کے نہانے اور دیگر ضروریات کے لئے خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی پانی مل سکتا ہے۔

سکول کا کنواں اس قدر پانی دینے کے قابل نہ تھا۔ کیونکہ کنوئیں کے پانی دینے کی استعداد پندرہ سو گیلن فی گھنٹہ سے زیادہ کی نہ تھی۔ اس وجہ سے قریباً سات سو روپے خرچ کر کے اس میں محکمہ زراعت کے بورنگ ڈیپارٹمنٹ کے ذریعہ بور کرایا گیا۔ اور سکول کے احاطہ کی وائرنگ اور موٹر پمپ کے لگوانے پر اٹھارہ سو روپے سے زائد خرچ ہوا۔

اس کے علاوہ بورڈروں کی سہولت کے لئے کنوئیں کے پاس سیمنٹ کی اونچی ٹینکی بنوائی گئی ہے۔ جس میں ڈیڑھ ہزار گیلن پانی بیک وقت رہ سکتا ہے۔ اور اس ٹینکی سے ذریعہ نہ صرف بورڈنگ کے اندر پانی دیا جاتا ہے۔ بلکہ باورچی خانہ میں بھی اور لیٹرینز کی صفائی کے لئے بھی پائپ لگائی گئی ہے۔

صدر انجمن کی مالی حالت ایسی نہیں۔ کہ وہ دیگر اہم کام روک کر سکول کی اس ضرورت کو پورا کر سکتی۔ مگر پھر بھی اس کی طرف سے اس غرض کے لئے سکول کو مبلغ نوصد روپیہ کی رقم دی گئی۔ باقی رقم قرض اور سکول کے بعض پرائیویٹ فنڈوں سے پوری کی گئی۔

گذشتہ سال حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کے بچوں کو صحت بہتر بنانے کے سلسلہ میں خاص کھیلوں کی تحریک فرمائی۔ تاکہ جماعت کے بچے صحت کے اعلیٰ معیار پر پورے اتر سکیں۔ اور قوم کے لئے مفید بن سکیں۔

انہی تحریکات میں حضور نے دیگر ورزشوں کے ساتھ تیرنا سیکھنے کی تحریک فرمائی۔ دیگر ورزشوں کا سامان تو بآسانی مہیا ہو سکتا تھا۔ مگر تیرنا اس وقت آ سکتا ہے۔ جب تیرنے کے لئے تالاب ہو۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے گذشتہ موسمی تعطیلات سے قبل ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول نے اساتذہ کی نگرانی میں تیرنے کے لئے تالاب کی کھدائی شروع کرا دی۔ اس میں طالب علموں نے نہایت خوشی اور محنت سے کام لیا۔ اور چند روز میں ہی اس تالاب کی کھدائی مکمل کر دی۔ ہمارے پاس تالاب بنانے کے لئے کوئی فنڈ نہیں تھا۔ اور انجمن کی مالی تنگی کی وجہ سے وہاں سے بھی کچھ ملنے کی امید نہ تھی۔ مگر یہ کام بھی ایسا تھا۔ کہ جس کو پانی کا انتظام ہوتے ہوئے پیچھے ڈالنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ اب سے کوئی ایک ماہ قبل ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول نے ٹینک کو مکمل کرنے کے لئے مجھے دوبارہ تحریک کی اور خدا کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے میں نے اس کام کو شروع کرا دیا۔ میرا ارادہ تھا۔ کہ ایام جلسہ میں سکول کے پرانے طلباء کو تحریک کروں۔ کہ وہ اس تالاب کے لئے چندہ دیں۔ مگر جلسہ کی مصروفیت کی وجہ سے بہت ہی کم دوستوں کو مل سکا۔ مگر جن دوستوں سے میں ملا۔ انہوں نے اس کام پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ اور امداد کا وعدہ کیا۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے۔ کہ دوست گھروں کو واپس جا کر اپنی بات کو بھولے نہیں۔ اور بعض دوستوں کی طرف سے بغیر کسی یاد دہانی اور مطالبہ کے روپیہ آنا شروع ہو گیا ہے۔ ایسے چندوں کا وقتاً فوقتاً اعلان اخبار میں کیا جائے گا۔

(بقیہ مضمون دیکھو صفحہ

اخبار الحکم قادیان کا جوبلی نمبر

اور

معزز معاصر پارس لاہور کی رائے

میں معزز معاصر پارس کا شکر گذار ہوں۔ کہ انہوں نے الحکم کے جوبلی نمبر پر قیمتی ریویو لکھکر اپنے ۸ مارچ کے پرچے میں شائع فرمایا۔ احباب اس ریویو کو پڑھکر خود اندازہ لگالیں۔ کہ کیا ایسے پرچے کی ان کو اپنے پاس رکھنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ (ایڈیٹر)

یہ تحریک احمدیت کی جوبلی کا جامع اور پُر از معلومات مرقع ہے۔ جس میں خلیفہ ثانی کے زمانہ کی گوناگوں سرگرمیوں پر غائر نظر ڈالی گئی ہے۔ بتایا گیا ہے۔ کہ ہندوستان کے علاوہ یوروپ ایشیا۔ افریقہ۔ امریکہ اور آسٹریلیا کے کن کن ممالک میں احمدیت کے قدم پہنچ گئے۔ اور ادارے قائم ہوگئے۔ خلافت ثانیہ کی حقانیت۔ سلسلہ تعلیمی و تبلیغی۔ طبقہ نسواں پر احسانات۔ تحریک جدید کی وسعت۔ خلیفہ ثانی کی سیرت۔ خدام سے سلوک۔ پاکیزہ اخلاق۔ رواداری۔ مقدس زندگی علاوہ ازیں اس جوبلی نمبر میں خلیفہ ثانی کے سوانح حیات۔ بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق مذاکرات۔ لفظ محمود کی تشریح۔ قبولیت دعا کا واقعہ۔ سنہ ۱۹۳۹ء پر ایک نظر۔ محرک جوبلی سر چوہدری ظفر اللہ خاں کا ذکر۔ خلیفہ ثانی کے بعض کارنامے۔ خلیفہ اوّل کی بیعت۔ ممالک غیر کے غیر ہندی مبلغین کا کام۔ خلیفہ دوم کے سفر یوروپ کے کوائف۔ آپ کی مسیح موعود سے مماثلت۔ سلسلہ احمدیہ کا نظام مرکزی اور اس کے لوازم وغیرہ کے حالات بھی درج ہیں۔ یہ نمبر تحریک احمدیت کا ایک نہایت دلچسپ انکشاف ہے۔ جس کا مطالعہ مذہبی معاملات سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کو ضرور کرنا چاہیئے۔ حجم بڑی تقطیع ۱۰۰ صفحات۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ متعدد تصاویر۔

ملنے کا پتہ

مینجر صاحب الحکم قادیان

وصیت نمبر ۵۵۶۴

منکہ سید احمد شاہ ولد سید رسول شاہ صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت فروری ۱۹۳۰ء ساکن چک ۱۱۶ جنوبی ڈاک خانہ چک ۱۱۹ جنوبی ضلع سرگودھا۔ حال محمد آباد اسٹیٹ ڈاک خانہ ناہلی براستہ نبی سر روڈ ضلع تھرپارکر سندھ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت جائداد کوئی نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو آج کل مبلغ پندرہ روپے ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ہمیشہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائداد میری جائداد ہو۔ تو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لہٰذا یہ چند حروف تحریر کر دیئے تاکہ سند رہے۔ فقط

المرقوم ۱۴/۲ بقلم رحمت علی مسلم۔

گواہ شد:۔ اسمٰعیل ذبیح مولوی فاضل۔

العبد:۔ سید احمد شاہ بقلم خود۔

گواہ شد:۔ رحمت علی مسلم

وصیت نمبر ۵۵۶۹

منکہ محمد یوسف ولد شیخ محمد دین صاحب قوم بٹ ساکن گجرات حال کیسا مشرقی افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۲ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میری جائداد ایک مکان پختہ واقعہ رنگپورہ سٹریٹ گجرات [illegible] روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں (۲) ایک قطعہ اراضی پچیس بیگھہ [illegible] ضلع گجرات ہے۔ اس کا جو حصہ میرے [illegible]

تقسیم میں آئے۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فی الحال اس اراضی سے مجھے کوئی آمد نہیں (۳) لیکن میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ -/۱۰۰ پونڈ شلنگ بصورت تنخواہ از پوسٹل ڈیپارٹمنٹ ملتی ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو کہ باقاعدہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ اور آئندہ جو آمد ہوگی۔ خواہ کم یا زیادہ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ (۴) نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ بوقت میری وفات جو میری جائداد یا ترکہ ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ والسلام۔ گواہ شد:۔ فضل دین احمد احمدی عفی عنہ

العبد:۔ محمد یوسف بقلم خود۔ گواہ شد:۔ شیخ مبارک احمد۔

وصیت نمبر ۵۵۷۱

منکہ محمد علی ولد گامے خاں قوم کھوکھر راجپوت پیشہ زمینداری عمر تقریباً ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۶ء ساکن موضع شکار ڈاک خانہ دو والی ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے زمین چاہی یک گھماؤں چھلاری ۲ گھماؤں۔ بارانی ۲ گھماؤں جو کہ اندازاً تین صد روپیہ کی ہوگی۔ اور یہ اراضی مبلغ ما فشلہ میں رہن ہے اور دو عدد مکان خام جن کی تخمینی قیمت یکصد پچاس روپیہ ہے۔ چنانچہ کل جائداد زرعی و سکنی کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان ضلع گورداسپور کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اس وقت میں محمد آباد فارم ضلع نواب شاہ سندھ میں زمیندارہ کام کرتا ہوں۔ میں اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ مذکورہ بالا کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میرے انتقال کے وقت اگر کوئی اور بھی جائداد مملوکہ و مقبوضہ از قسم منقولہ و غیر منقولہ پائی جائے۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اس کے خلاف میرے ورثاء سے کسی کو کسی قسم کا کوئی انحراف کرنے کی گنجائش نہ ہوگی۔ بلکہ ہر طرح سے پابند ہوں گے۔ میں اپنی جائداد کا حصہ انشاء اللہ کوشش کروں گا۔ کہ اپنی زندگی میں ادا کردوں۔ لیکن اگر کسی صورت میں ادا نہ کرسکا۔ تو پھر میرے پسماندگان حصہ کے ادا کرنے کے پابند ہوں گے۔ مگر چونکہ میری جائداد از قسم غیر منقولہ محمود آباد فارم میں کوئی نہیں ہے۔ بلکہ میں یہاں پر بطور مزارعہ کے کام کرتا ہوں [illegible] ہر ششماہی ادا کرتا رہوں گا۔ لہٰذا یہ چند حروف بقائمی ہوش و حواس خمسہ و ثبات عقل خود بلا اکراہ و جبر غیرے بطور وصیت [illegible] دیتا ہوں تاکہ سند رہے۔ گواہ شد:۔ شاہ دین ولد محمد علی۔ [illegible] محمد علی خاں انگوٹھا۔

گواہ شد:۔ [illegible]

قابل [illegible] ہستیاں

یہ ایک مشہور حقیقت ہے۔ کہ اکثر قابل قدر ہستیوں کو قدر و منزلت زندگی میں حاصل نہیں ہوتی۔ اس امر واقعہ کی تصدیق کے لیئے بہت سے تاریخی واقعات موجود ہیں۔

صرف ماہرین فنون لطیفہ کے ساتھ ریاں پر میرا اشارہ بالخصوص ریمبرنٹ، وان گو کی طرف ہے) یہ چیز پیش نہیں آتی۔ سائنس نے بھی بہت سی قابل قدر ہستیاں دیکھی ہیں جو زندگی بھر گمنامی کی تاریکی میں پڑی رہیں۔

جینر کوپرح اور پاسچر جیسے سائنسدانوں کو بھی اپنے انکشافات کی اہمیت منوانے کے لئے ہمعصر سائنسدانوں اور دیگر مخالفین سے سخت مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ ان تمام باتوں کے باوجود ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر بحث تمحیص کا یہ مادہ اور ان حضرات کی شدید کوششوں کا وجود نہ بھی ہوتا۔ تو بھی عالم انسانیت بہت سی اور پریشانیوں میں گھری ہوتی۔

اس سلسلہ کی ایک اور مثال ہے۔ اور وہ خاندان کیوری ہے۔ اپنی قابلیت کو تسلیم کروانے کے لیئے ان دونوں نے دفتری دنیا کے خلاف نہایت صبر و استقلال کے ساتھ جنگ کی۔ مگر افسوس جنگ کے نتیجہ میں تاخیر ہوگئی۔ پائیری کوری اس کا لطف نہ اٹھا سکا۔ خوش نصیب تو وہ سائنسداں ہیں جنہوں نے زندگی ہی میں اپنی محنت کا پھل پایا۔

سر رونالڈ راس اور سر پیٹرک مینسن دونوں ایسے سائنسدان ہیں۔ جنہیں بجا طور پر انسانیت کا بہی خواہ کہا جاسکتا ہے۔ یہ انہیں کی کاوشوں کا نتیجہ تھا۔ کہ ملیریا کے جرم دریافت کئے جاسکے۔ ان حضرات نے اس اندوہناک بیماری کے اثرات کو بھی دریافت کیا تھا۔ جو گرم ممالک کے لئے عذاب عظیم سے کم نہیں۔ اور ہر سال جس کی زد میں لاکھوں انسان آجاتے ہیں۔

جب ہم کو کسی بیماری کی بالیدگی کا علم ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم اس بیماری کی مقابلہ کی صورتیں نہ جانتے ہوں۔ دراصل ملیریا سے مقابلہ کا طریقہ مکمل طور پر دریافت ہو چکا ہے۔ یہ طریقہ مچھروں اور لاروی کو جن کی نیش سے انسان کے جسم میں ملیریا داخل ہوتا ہے ہر جگہ سے فنا کر دینے اور اس کے ساتھ ساتھ کونین کے استعمال پر مشتمل ہے۔ یہ ایک مسلمہ شدہ بات ہے۔ کہ "کونین" اس موذی بیماری کو دور رکھنے اور اس سے مقابلہ کرنے کا ایک نہایت مفید ذریعہ ہے۔

مجلس بین الاقوام کی ملیریا کمیشن کی رائے کے مطابق ۶ گرین کونین کا یومیہ استعمال بنگال کے موسم میں ملیریا سے محفوظ رہنے کے لئے کافی ہے۔ اسی طرح ملیریا کے علاج کے لئے ۱۵ سے ۲۰ گرین "کونین" کی خوراک کا استعمال ۵ سے ۷ دن تک کافی ہے۔

لنڈن کے روز انسٹیٹیوٹ ایک ایسے شخص کی یادگار ہے۔ جس کا سارے عالم پر بہت بڑا احسان ہے۔ اس ادارے میں آج بھی ملیریا کے اہم مسائل پر غور و خوض کیا جاتا ہے۔ ہر سال اس انسٹیٹیوٹ کی طرف سے ایک ملیریا کانگریس ہوا کرتی ہے۔ جس میں بہت سے ماہرین ملیریا شامل ہوتے ہیں۔